عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ہفت روزہ
ختمِ نبوت
INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN
قیمت ۱۰ روپے
شمارہ: ۳۰ | ۵ تا ۱۲/شعبان ۱۴۲۹ھ مطابق ۸ تا ۱۵/اگست ۲۰۰۸ء | جلد: ۲۷

اسلام تشدد کا مذہب نہیں
امریکہ ریسرچ سینٹر کا اعتراف

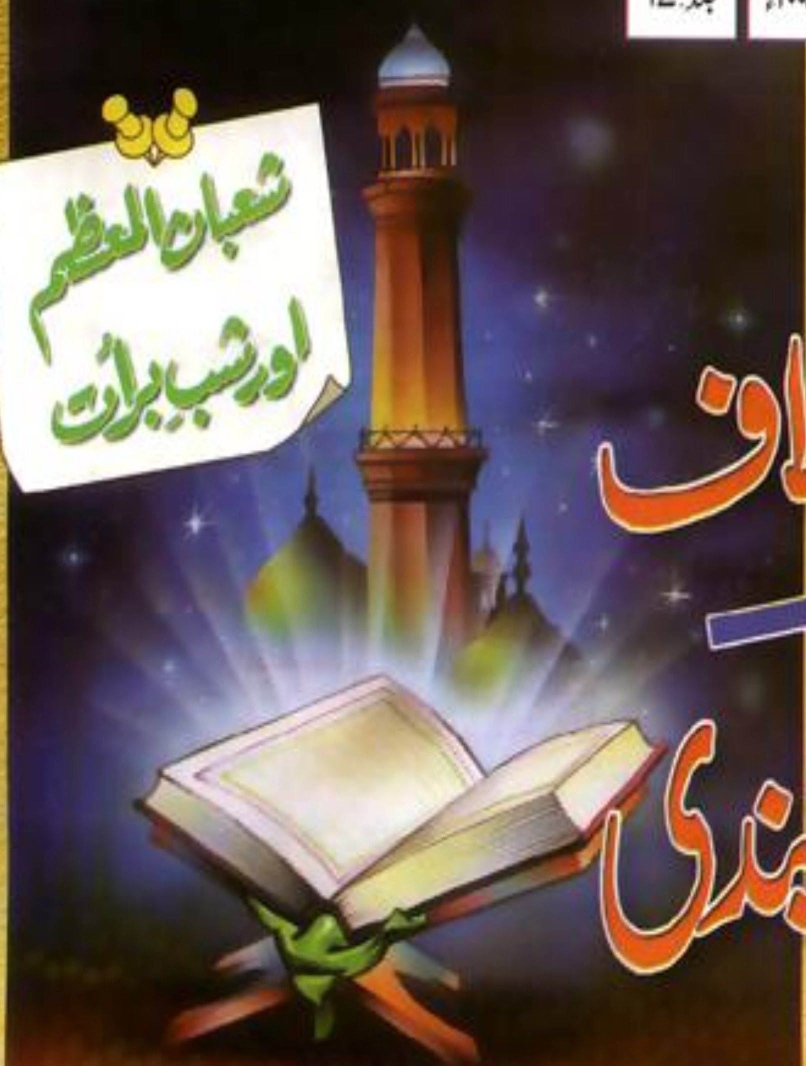

شعبان المعظم اور شب برائت

دینی مدارس کے خلاف جدید امریکی منصوبہ بندی

23 ویں سالانہ ختمِ نبوت کانفرنس برمنگھم
تفصیلی رپورٹ

Email: editorkn@yahoo.com
Website: http//WWW.khatme-nubuwwat.org
http://WWW.khatme-nubuwwat.com

سفری ضرورت کے لئے سونا پہننا

شاکر جعفری، ساؤتھ کوریا

س:...... میں جنوبی کوریا میں چند دوستوں کے ساتھ مقیم ہوں، یہاں میرے کچھ دوست زیورات مثلاً سونا چاندی وغیرہ پہنتے ہیں، میں نے انہیں منع کیا ہے کہ اسلام مرد کو زیور پہننے کی اجازت نہیں دیتا، لیکن ان کا موقف ہے کہ ہم سفر میں ہیں اور رقم جیب میں نہیں رکھ سکتے، اس لئے مجبوراً یہ عمل کرتے ہیں، براہ کرم وضاحت فرمادیں؟

ج:...... اسلام میں مردوں کو سونا پہننے کی اجازت نہیں ہے، کیونکہ مردوں کے لئے سونا پہننا حرام ہے اور جو مرد دنیا میں سونا پہنتے ہیں وہ جنت میں سونے کے زیورات کے اعزاز سے محروم رہیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کا زیور دیکھا تو فرمایا کہ اس نے ہاتھ میں جہنم کا انگارہ اٹھارکھا ہے۔

ہاں البتہ سفری ضرورت کے لئے... جیسے کہ آپ کے دوست کہتے ہیں... مرد کو مطلقاً سفر و حضر میں ساڑھے چار ماشے چاندی کی انگوٹھی پہننے کی اجازت ہے، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں ہے۔

مولانا سعید احمد جلال پوری

اس کے علاوہ سفری ضرورت کے لئے آج کل سونا پہننے کا عذر تراشنا، یوں بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتا کیونکہ اب تو بینک کے اے ٹی ایم کارڈ آگئے ہیں، جب اور جہاں چاہیں اس کی مدد سے بینک سے رقم نکلوائی جاسکتی ہے، اور یہ کارڈ اس طرح محفوظ بھی ہیں کہ ان پر ڈاکا وغیرہ نہیں ڈالا جاسکتا جبکہ سونے کے زیور کو کوئی ڈاکو چھین بھی سکتا ہے، تو ایک محفوظ اور جائز ذریعہ کو چھوڑ کر ایک غیر محفوظ اور ناجائز چیز کو اختیار کرنا کون سی عقل مندی ہے؟

بیوی کی طلاق کی دھمکی

ذیشان احمد، راولپنڈی

س:...... میری بیوی نے غصے میں مجھ سے کہا کہ "اگر آپ نے فلاں کام کیا تو میری طرف سے میں آپ پر طلاق ہوں" اب تک میں نے وہ کام نہیں کیا ہے، اگر کرلوں تو کیا طلاق واقع ہوجائے گی؟

ج:...... بیوی کے اس طرح کہنے اور آپ کے اس ممنوعہ کام کے کرنے پر آپ کی بیوی پر طلاق نہیں ہوگی، کیونکہ حق طلاق شوہر کو حاصل ہے، نہ کہ بیوی کو۔ لہٰذا آپ کو بیوی کی اس دھمکی سے خوف زدہ نہیں ہونا چاہئے، یہ دوسری بات ہے کہ اگر آپ کی بیوی نے آپ کو کسی غیر شرعی کام سے روکا ہے تو آپ ضرور اس کی پابندی کریں، مگر طلاق کے خوف سے، ڈر کر نہیں، اللہ کے خوف سے ڈر کر کریں، خدا کرے کہ آپ اللہ سے نہیں تو بیوی سے ڈر کر ہی دین و شریعت کی پابندی کے عادی اور خوگر بن جائیں۔

زنا کی تعریف اور اس کی قسمیں!

محمد جان احمد، راولپنڈی

س:...... زنا سے کیا مراد ہے؟ زنا بالجبر اور زنا بالرضا کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟

ج:...... زنا کے معنی یہ ہیں کہ اپنی منکوحہ کے علاوہ کسی غیر منکوحہ سے بدکاری کرنا، اگر یہ فعل بد مرد و عورت دونوں کی رضامندی سے ہو تو یہ زنا بالرضا ہے، اور اگر اس میں خاتون کی مرضی شامل نہ ہو تو یہ زنا بالجبر ہوگا۔ زنا کی دونوں قسمیں گھناؤنی ہیں، اور دونوں صورتوں میں مرد کو سزا دی جائے گی، البتہ اگر دلائل، شواہد اور قرائن سے ثابت ہوجائے کہ عورت کے ساتھ زبردستی ایسا کیا گیا ہے تو عورت کو زنا کی سزا نہیں ملے گی، مرد بہرحال زنا کی سزا سے نہیں بچ سکے گا۔

ہفت روزہ
ختم نبوت
انٹرنیشنل

مجلس ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۲۷ — ۱۲تا۱۵/شعبان ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۵تا۱۸/اگست ۲۰۰۸ء — شمارہ:۳۰

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

کمپوزنگ
محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

دینی مدارس کے خلاف جدید امریکی منصوبہ بندی	۵	مولانا سعید احمد جلال پوری
شعبان المعظم اور شب برأت	۸	مولانا محمد طیب قاسمی
اسلام تشدد کا مذہب نہیں...	۱۴	مولانا ابو یاسر ندوی
ایک چراغ اور بجھا....	۱۷	مولانا سعید احمد جلال پوری
مدار نجات... صرف محمد عربی کی پیروی ہے!	۱۹	مولانا اللہ وسایا
23ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم (برطانیہ)	۲۳	محمد وسیم غزالی
جاگیردار!	۲۶	ابومحمد رکن الدین ہجری

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

پینے کے آداب واحکام

کھڑے ہوکر پینے کی ممانعت

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پانی پینے سے ممانعت فرمائی۔ عرض کیا گیا کہ: کھڑے ہوکر کھانا کیسا ہے؟ فرمایا: وہ تو اس سے بھی زیادہ سخت ہے!" (ترمذی، ج:۲، ص:۱۰)

"حضرت جارود ابن المعلّی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پانی پینے کی ممانعت فرمائی۔"

کھڑے ہوکر پانی پینے کے بارے میں روایات مختلف ہیں، اُوپر جو اَحادیث ذکر کی گئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ کھڑے ہوکر کھانا پینا ممنوع ہے، لیکن اگلے باب کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی اجازت ہے۔ علماء نے ان کے درمیان جمع کی کئی صورتیں ذکر فرمائی ہیں، ایک یہ کہ ممانعت شرعی نہیں ہے بلکہ طبّی ہے، کیونکہ جب آدمی کھڑے ہوکر کھائے پیئے گا تو زیادہ کھایا پیا جائے گا۔ دوم یہ کہ ممانعت اس صورت میں ہے جبکہ کھڑے ہوکر کھانے پینے کی ضرورت نہ ہو، لیکن جب ضرورت ہو تو ممانعت نہیں۔ تیسرے یہ کہ پہلے ممانعت تھی پھر اِجازت ہوگئی، یا پہلے اجازت تھی پھر ممانعت ہوگئی۔ چوتھے یہ کہ کھڑے ہوکر کھانا پینا خلافِ ادب ہے، اگرچہ ممنوع نہیں۔

کھڑے ہوکر پینے کی اجازت

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چلتے پھرتے کھالیا کرتے تھے اور کھڑے ہونے کی حالت میں پانی پی لیا کرتے تھے۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۱۰)

اُوپر گزر چکا ہے کہ اس باب میں روایات مختلف ہیں، اور حضرت مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے طرزِ عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ کھڑے ہوکر کھانے پینے کی رُخصت ہے، اور یہ لفظ ایسے موقع پر اِستعمال کیا جاتا ہے جبکہ آدمی کو ضرورت پیش آئے۔ پس خلاصہ یہ ہوا کہ کھڑے ہوکر کھانا پینا ضرورت کی بنا پر صحیح ہے۔

"ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہونے کی حالت میں زمزم نوش فرمایا۔" (ترمذی ج:۲ ص:۱۰)

بعض اہلِ علم نے تحریر فرمایا ہے کہ زمزم شریف کھڑے ہوکر نوش کرنا مستحب ہے، اس لئے کہ زمزم شریف سے پیٹ کو خوب بھرنا مطلوب ہے، اس لئے زمزم کو دُوسرے پانیوں پر قیاس نہیں کیا جاسکتا، چنانچہ ایک حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ: پیٹ بھر کر زمزم نہ پینا نفاق کی علامت ہے۔ اور بعض حضرات نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر سوار تھے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دونوں حالتیں الگ الگ ہوں، ایک موقع پر سواری پر پانی طلب فرمایا ہو، اور دُوسرے وقت خود اُتر کر نوش فرمایا ہو۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں حالتوں میں پانی نوش فرماتے دیکھا، کھڑے بھی اور بیٹھے بھی۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۱۰)

یعنی کبھی ضرورت کے موقع پر کھڑے ہوکر نوش فرمایا اور عام حالت میں بیٹھ کر نوش کرنا اصلی حالت ہے، اور کھڑے ہوکر نوش فرمانا کسی عارضے کی بنا پر ہے۔

پانی تین سانس میں پینا چاہئے

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانی پیتے ہوئے تین مرتبہ سانس لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ: یہ زیادہ خوشگوار ہے اور زیادہ سیراب کرنے والا ہے۔" (ترمذی ج:۲ ص:۱۰)

ادب یہ ہے کہ پانی پیتے ہوئے برتن منہ سے ہٹاکر سانس لے، اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول ذکر کیا گیا ہے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دو فائدے ذکر فرمائے ہیں، ایک یہ کہ اس طرح پینا زیادہ خوشگوار ہے، کہ ٹھہر ٹھہر کر تھوڑا تھوڑا پانی پینے سے پانی خوب ہضم ہوجاتا ہے، اور دُوسرا یہ کہ اس سے پیاس بجھ جاتی ہے، بخلاف اس کے کہ اگر آدمی ایک مرتبہ پورا گلاس غٹاغٹ چڑھا جائے اور درمیان میں سانس نہ لے تو ایک تو پیاس نہیں بجھے گی، دُوسرا خدشہ ہے کہ پانی کی گرہ پڑجائے۔ اس لئے ادب یہ ہے کہ پانی آہستہ آہستہ پیا جائے گویا پی نہیں رہا بلکہ پانی کو چوس رہا ہے۔

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

دینی مدارس کے خلاف

جدید امریکی منصوبہ بندی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

گزشتہ ایک عرصہ سے اسلام دشمن مغرب اور امریکا نے مسلمانوں، ان کے دین، مذہب، تہذیب، تمدن، ثقافت اور کلچر کو نابود کرنے اور اپنی بدبودار تہذیب اور ثقافت کو رواج دینے کے لئے اپنی راہ میں آڑے آنے والی ہر رکاوٹ کو سنگِ راہ سمجھ کر ہٹانے کی مہم شروع کر رکھی ہے۔ غور کیا جائے تو افغانستان، عراق جنگ اور اسلامی ممالک میں افراتفری اسی پروگرام کا حصہ ہے۔

اسلام دشمن قوتیں، یہود، نصاریٰ اور فرعون امریکا جانتا ہے کہ ان کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ، کٹر مسلمان، مساجد، دینی مدارس کا نصابِ تعلیم، قرآن کریم اور اسلام ہے، اس لئے بنیاد پرست، کٹر مسلمان، مسجد، مدرسہ، مدارس دینیہ کا نصابِ تعلیم، قرآن کریم اور مذہب اسلام ان کے ہدف تنقید پر ہیں، اور ان کے پروپیگنڈے کی تمام توپوں کا رخ صرف اور صرف ان کی طرف ہے، وہ اس کے لئے کبھی کوئی ہوّا کھڑا کرتے ہیں تو کبھی کوئی! وہ کبھی کوئی اصطلاح متعارف کراتے ہیں تو کبھی کوئی۔

ایک عرصہ تک انہوں نے اسلام کو تشدد پسند دین کے نام سے متعارف کرانے کی کوشش کی، جب مسلمانوں اور پوری دنیا پر اس کا الٹا اثر ہوا تو انہوں نے اس کو چھوڑ کر قرآن کریم کے خلاف ہرزہ سرائی شروع کردی، اس کا خاطر خواہ نفع نہ ہوا تو انہوں نے طالبان، القاعدہ اور اسامہ بن لادن کا ہوّا کھڑا کرنے کی مہم شروع کردی، اس میں ناکامی ہوئی تو انہوں نے نصابِ تعلیم کو ہدف تنقید بنانا شروع کردیا، اور اب ایک عرصہ سے بیرونی طالبان اور مقامی طالبان کی اصطلاح کے ذریعہ مسلمانوں کو دینی مدارس، ان کے نصابِ تعلیم، قرآن کریم، فقہ، حدیث اور دوسرے علوم کے ساتھ ساتھ ان مدارس میں پڑھنے والے طلبا کو موردِ الزام ٹھہرانا شروع کردیا ہے، ایسا لگتا ہے کہ دنیا بھر کی افراتفری انہیں کے دم قدم سے ہے، اگر ان کا قلع قمع کردیا جائے تو سب امن وامان قائم ہوجائے گا، مگر بحمدللہ! ہر ذی ہوش مسلمان اسلام دشمنوں کی ان سازشوں کو جانتا ہے اور اس پر اس کی نظر ہے، چنانچہ جناب سلیم یزدانی صاحب روزنامہ جنگ کے پرانے کالم نگار ہیں اور بین الاقوامی حالات پر نظر کے علاوہ امریکی بدمعاشیوں سے خوب آگاہ ہیں، انہوں نے اپنے ایک کالم میں امریکی یہودی گٹھ جوڑ کے رنگ بدلتے گرگٹ کی چابک دستیوں کو نہایت خوبصورتی سے واضح کرتے ہوئے باور کرایا ہے کہ اسلام امن وامان کا مذہب ہے اور دینی مدارس اور ان کا نصاب ۱۴سو سال سے قائم ہے، اس میں تحریف وتبدیلی کا امریکی خواب انشاءاللہ شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا، لیجئے ایک غیر مولوی اور عصری تعلیمی درس گاہوں کے

فاضل اسلام دوست کا تجزیہ ملاحظہ کیجئے اور داد دیجئے:

”ابھی یہ زیادہ دنوں کی بات نہیں ہے کہ امریکی میڈیا، وہاں موجود اسلام مخالف لابیاں، وہاں کے تھنک ٹینک اور امریکی حکومت بڑی شدت سے پروپیگنڈا کر رہی تھی کہ اسلام تشدد پسند دین ہے اور قرآن کریم کی تعلیمات تشدد کو اور دوسرے مذاہب کے خلاف نفرتوں کو پھیلانے کا بڑا ذریعہ ہیں۔ چنانچہ انہوں نے مسلمان ملکوں پر زور ڈالنا شروع کیا کہ مدرسوں کے نصاب تعلیم سے ایسی قرآنی آیات کو نکالا جائے جن میں جہاد کی تعلیم دی گئی ہے اور ایسی احادیث مبارکہ کو بھی حذف کر دیا جائے جو اللہ کی راہ میں جہاد کی ترغیب دیتی ہیں۔ یہ بات سب کو پتہ ہے کہ جو مسلمان ملک امریکا اور مغربی دنیا کے لئے اہمیت رکھتے ہیں ان میں ایسی لیڈرشپ برسراقتدار ہے کہ اس نے فوراً نصاب تعلیم بدلنے کے لئے مشق شروع کر دی، حالانکہ انہیں اس بات کا معمولی سا بھی ادراک نہیں تھا کہ ایسا ممکن نہیں ہے، انہیں تو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ قرآن حکیم میں کتنی سورتیں ہیں؟ اور کن سورتوں میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے؟ اور اس کی مصلحت کیا ہے؟ حالانکہ ۱۴ سو سال میں یہ کبھی نہیں کہا گیا کہ اسلام متشدد دین ہے، امریکیوں نے اور اہل مغرب نے ایک نئی اصطلاح اسلام دشمنی کی ٹکسال سے نکالی، اور وہ تھی ”جہادی قوتیں“ اس کو مختلف زاویوں سے اسلام کے خلاف نفرتیں پھیلانے کے لئے استعمال کیا گیا، پھر اچانک انہیں یہ خیال آیا کہ ”جہادی“ قرار دینے پر بالکل الٹا اثر ہو رہا ہے، تو انہوں نے کہا کہ آئندہ جو لوگ اسلام کے نام پر ان سے لڑ رہے ہیں انہیں ”جہادی“ نہ کہا جائے، اب آپ دیکھیں کہ یہ اصطلاح نہ مغربی میڈیا استعمال کر رہا ہے اور نہ امریکی میڈیا اور نہ امریکی حکومت۔ ابھی آپ دیکھیں گے کہ وہ لفظ طالبان پر بھی پابندی لگائیں گے، کیونکہ جیسے ہی لفظ طالبان سامنے آتا ہے تو یہ تصور ابھرتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اسلام کی مخالف قوتوں سے نبرد آزما ہیں، جو لوگ افغانستان میں اور پاکستان کے صوبہ سرحد کے علاقوں اور قبائلی ایجنسیوں میں کارروائیاں کر رہے ہیں، وہ سارے کے سارے مدرسوں کے طلبا نہیں ہیں، ان میں عام لوگ بہت بڑی تعداد میں شامل ہیں، یہ اور بات ہے کہ ان کی قیادت بعض مدرسوں کے مولوی حضرات بھی کر رہے ہیں، مثال کے طور پر بیت اللہ محسود کوئی عالم دین تو نہیں ہے، وہ زیادہ جذبے اور قوت سے برسرپیکار ہے، نیک محمد کوئی مولوی تو نہیں تھا، جب تک امریکی حکومت، جو اکثر یہودیوں کے تصورات کے زیر اثر کام کرتی ہے اور کرتی رہی ہے اور آئندہ بھی کرے گی، اپنی سوچ نہیں بدلے گی، وہ مسلمانوں کے خلاف جو اپنے دین کی روح کو بچانے اور محفوظ کرنے کے لئے لڑ رہے ہیں، ان پر قابو نہیں پا سکتی۔ اگر اہل مغرب اور امریکیوں کو یہ حق حاصل ہے، کہ وہ اپنے لائف اسٹائل، اپنے تمدن، اپنے رہن سہن کو محفوظ کرنے کے لئے صرف ایک مفروضے پر چلتے ہوئے عراق کی خاک کو بارود میں بدلنے اور بغداد و کربلا کی فضاؤں کو زہر آلود کرنے اور لاکھوں مسلمانوں کو قتل کرنے کا حق حاصل ہے تو مسلمانوں کو اپنے اس حق کے استعمال سے کون روک سکتا ہے؟ جو وہ اپنے دین کے دفاع کے لئے، اپنے کلچر، اپنی روایات اور اپنے لائف اسٹائل کے تحفظ کے لئے کر رہے ہیں، اگر افغانستان سے نیٹو اور امریکا کی افواج کا انخلاء ہو جائے تو یہ محاذ آرائی اسی لمحے ختم ہو جائے گی۔

اب امریکا کی وزیر خارجہ کونڈولیزا رائس ایک نئی تھیوری کے ساتھ سامنے آئی ہیں، وہ کہتی ہیں کہ ایسے ملکوں میں جہاں سیاسی آزادی نہیں ہے، وہاں مدرسوں اور مسجدوں میں سیاست ہوتی ہے، میں پورے وثوق سے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ کونڈولیزا رائس کی اس سوچ کے پیچھے یہودی لابیاں اور تھنک ٹینک کے ساتھ ساتھ ان کی وہ خفیہ ایجنسیاں ہیں جو غلط رپورٹیں حکومت تک پہنچاتی ہیں۔ عراق پر حملے کے پیچھے خفیہ ایجنسیوں کی غلط اور جھوٹی رپورٹنگ اور یہودی لابیاں سرفہرست تھیں۔ کونڈولیزا رائس نے کہا ہے کہ سیاسی آزادیوں کا نہ ہونا انتہا پسند مدارس کو جنم دیتا ہے، یہ انتہائی لغو بات ہے اور تاریخی حقائق کے خلاف ہے، یہ تصور بھی بے سروپا ہے کہ سیاسی آزادی نہ ہونے کی وجہ سے مسجدیں سیاست کا مرکز بن گئی ہیں۔

کونڈولیزا رائس بہت پڑھی لکھی خاتون ہیں لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ ان کی اسلام کے بارے میں اور اسلام کی سیاسی تاریخ کے حوالے سے اور مسلم معاشرے میں مدرسوں کے کردار کے بارے میں معلومات اتنی نہیں، جتنی ایک ایسے ملک کے وزیر خارجہ اور دانشور

کی ہونی چاہئے، جو ساری دنیا میں اس وقت واحد سپر پاور ہے، مسلمان ملکوں میں اس وقت بھی مدرسے دین کی تعلیمات میں لگے ہوئے تھے، جب یورپ جاہلیت کے اندھیروں میں گھرا ہوا تھا، اسلامی مدرسوں اور مسجدوں میں تو اس وقت سیاست نہیں ہوئی، جب سیاسی آزادی کی اصطلاح سے انسانی کان ایسے واقف نہ تھے جیسے آج ہیں۔ دینی مدرسوں میں پہلے بھی علم کا حصول: علم برائے عمل ہوتا تھا اور آج بھی ننانوے فیصد دینی مدرسوں میں تعلیم کا مقصد دین کا تحفظ اور دین کو غلط تصورات اور تشریح سے بچانا... اس پر عمل کرنا... ہے۔

اگر میں یہ کہوں کہ افغانستان پر روسی کمیونزم کی یلغار کے بعد مدرسوں کو سیاست اور جہاد کے عمل میں کھینچنے والا امریکا ہے تو غلط نہیں ہوگا، یہ امریکا ہے جس نے روس کی قوت کو پاش پاش کرنے کے لئے بعض مدرسوں کے منتظمین کو مال و اسلحہ فراہم کیا... اور ان معصوموں کو تو معلوم بھی نہ ہوگا کہ ان کے خلاف کون سا کھیل کھیلا جا رہا ہے... ناقل... اور اس کو جہاد کہا گیا اور ان کی کامیابیوں کو امریکی حکومت اور امریکی میڈیا نے ساری دنیا میں اپنی نشریاتی قوتوں کی بدولت بڑھایا اور پھیلایا، ان پر فلمیں بنائی گئیں اور ساری دنیا میں دکھایا گیا اور وہ شاید انہی مدرسوں کو انتہا پسند کہہ رہی ہیں جن کو امریکا نے روس کے خلاف استعمال کیا تھا۔

مدرسوں کے بارے میں نیو امریکی تھیوری جس کا اظہار کونڈولیزا رائس کی زبان سے ہوا ہے اور پاکستان میں بھی چھپا ہے، اس کے پیچھے بدنیتی کا عنصر نمایاں ہے، وہ دینی مدرسوں کو تو بدنام کرتی رہی ہیں، اب انہوں نے مسجدوں کو بھی اس میں شامل کر لیا ہے۔ پورا امریکا، پورا یورپ اور دنیا کی ساری اسلام مخالف قوتیں اگر مل کر بھی زور لگالیں تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو تبدیل نہیں کر سکتیں، قرآن حکیم کی آیات کو نہ تبدیل کیا جا سکتا ہے اور نہ حذف کیا جا سکتا ہے، ان کے مطالب کو بدلا جا سکتا ہے، نہ مسلمانوں کے دلوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو کم کیا جا سکتا ہے۔ مسلمان کہیں بھی ہو اور کسی ملک کا بھی ہو، وہ جان دے سکتا ہے لیکن ایسا کبھی نہیں ہونے دے گا۔

یہ سیاسی آزادی، انسانی حقوق اور جمہوریت کے نام لے کر ملکوں کو تباہ کرنے اور خون میں نہلانے کا عمل تو تین عشروں سے شروع ہوا ہے اور یہ نیو امریکی ورلڈ آرڈر اور قوت و طاقت کے اظہار کا شاخسانہ ہے۔ عراق کی بربادی اسی لئے ہوئی، افغانستان میں وہی منظر دہرایا جا رہا ہے، ایران پر ان کی نظریں ہیں، پاکستان ان کے دل میں کانٹے کی طرح کھٹک رہا ہے۔ جہاں تک مدرسوں اور مسجدوں میں سیاست اور دہشت گردی کا تعلق ہے، یہ تصور بدنیتی کی عکاسی کرتا ہے، اسلام اعتدال پسند اور امن پسند دین ہے، یہ انسانیت کا علمبردار ہے لیکن اگر اسلام کو چیلنج درپیش ہو تو بے عمل مسلمان بھی جان پر کھیلنے سے دریغ نہیں کرتا، سچا عالم دین، حصول علم کے لئے مصروف طالب علم سیاست کے قریب بھی نہیں جاتا، ہمارے سامنے امام ابوحنیفہؒ، امام احمد بن حنبلؒ کی سنہری مثالیں موجود ہیں۔"

(روزنامہ جنگ کراچی، ۲۵/ جون ۲۰۰۸ء)

اگر سلیم یزدانی صاحب کی طرح دوسرے باغیرت مسلمان، دین دار لکھاری، مسلم صحافی اور باضمیر کالم نگار بھی، اپنی دینی، ملی اور اسلامی غیرت و حمیت کا ثبوت دیتے تو ملعون امریکا اور اس کے بزدل منصوبہ ساز دم دبا کر بھاگ گئے ہوتے، مگر اے کاش کہ یہودی، عیسائی، پارسی، ہندو، بدھسٹ، ملحد، مستشرق اور کافر و مشرک تو اپنے غلط موقف پر ڈٹا ہوا ہے اور اس سے ایک انچ پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں، اور وہ اپنے جھوٹے اور غلط مقصد کے حصول کے لئے بڑی سے بڑی قربانی اور سخت سے سخت مشکلات جھیلنے کو تیار ہے... یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے جھوٹے پروپیگنڈے کے زور پر دنیا بھر کے سادہ لوح انسانوں کو گمراہ کرنے میں مصروف ہیں... اگر مسلمان بھی اسی طرح اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے، یا اپنی صلاحیتوں کا عشر عشیر بھی اس کے لئے وقف کرتے تو آج اعدائے اسلام، اسلام، مساجد، مدارس اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کی بجائے اپنا منہ چھپا رہے ہوتے، بلکہ وہ مسلمانوں کی درس گاہوں اور ان کے نصاب تعلیم کو تشدد پسند باور کرانے کی بجائے، خود اپنے ماتھے سے دہشت گردی کے داغ دھونے میں مصروف ہوتے۔ خدا کرے کہ جناب سلیم یزدانی صاحب کی طرح دوسرے مسلم کالم نگاروں اور مسلم اسکالروں کو بھی اس طرف توجہ ہو اور ان کا خامہ و قرطاس بھی اس مقدس مشن کے لئے استعمال ہو۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

مولانا محمد طیب قاسمی

شعبان المعظم اور شب برأت

شب برأت ایسی رات ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی تعداد میں انسانوں کے گناہ اور ان کی خطائیں معاف کر کے عذاب جہنم سے بری کردیا جاتا ہے۔ اس لئے اس کا نام شب برأت قرار پاگیا ہے۔ شعبان کو اس لئے شعبان کہا جاتا ہے کہ جو شخص اس میں روزہ رکھتا ہے اس کو خیر کثیر ملتی ہے حتی کہ وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

’’شعبان وہ مہینہ ہے جو رجب اور رمضان کے درمیان ہے اور لوگ اس سے غفلت برتتے ہیں، حالانکہ اس مہینہ میں اعمال براہ راست بارگاہ رب العزت میں پیش ہوتے ہیں اور مجھے یہ امر زیادہ پسند ہے کہ: میرے اعمال اس صورت میں پیش ہوں کہ میں روزہ سے ہوں۔‘‘

یہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک ہے جسے صاحب بیہقی نے ’’شعب الایمان‘‘ میں نقل کیا ہے۔

شعبان کی وجہ تسمیہ:

شعبان کا معنی تفرق اور پھیل جانے کے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’انما سمی شعبان لانہ تشعب فیہ خیر کثیر للصائمہ فیہ حتی یدخل الجنۃ۔‘‘

ترجمہ: ’’شعبان کو اس لئے شعبان کہا جاتا ہے کہ جو شخص اس میں روزہ رکھتا ہے اس کو خیر کثیر ملتی ہے حتی کہ وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔‘‘

چونکہ یہ مہینہ رحمتوں کے پھیلنے کا ہے، اس لئے اس کو شعبان کہا جاتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اس مہینے کا نام شعبان اس لئے پڑا کہ اس میں بہت سی نیکیاں تقسیم کی جاتی ہیں اور رمضان کا نام لئے اس پڑا کہ اس میں سارے گناہ جلادیے جاتے ہیں۔‘‘

شعبان کے حروف:

شعبان کے پانچ حروف ہیں: ’’ش، ع، ب، الف، ن‘‘ ان میں ہر حرف بزرگی وشان کو ظاہر کرتا ہے: ’’ش‘‘ کا اشارہ شرف کی طرف ہے، ’’ع‘‘ بلند کی طرف اشارہ کرتا ہے، ’’ب‘‘ سے مراد بر یعنی نیکی ہے اور ’’الف‘‘ سے مراد الفت اور ’’ن‘‘ کا حرف نور کی طرف اشارہ کرتا ہے، چنانچہ پانچوں انعامات اس ماہ شعبان میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کو دیئے گئے ہیں۔

شعبان کی قدر وقیمت:

ہر عقلمند کے لئے ضروری ہے کہ شعبان کے مہینہ میں اپنے گناہوں سے توبہ کرے، جو اعمال رہ گئے انہیں پورا کرے اور ماہ رمضان المبارک کے استقبال کے لئے تیاری کرے، اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی وزاری کرے، سچے دل سے رب تعالیٰ کی طرف رجوع کرے، اس ماہ کی نسبت والے کی طرف یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اللہ تعالیٰ سے رحمت طلب کرے تاکہ اس کا دل صاف ہو سکے اور باطن امراض کے لئے اگلے ماہ رمضان میں کام دے سکے، اس میں غفلت نہ برتی جائے۔

دراصل تین ہی دن ہیں، ایک کل کا جو گزر گیا ایک آج کا جو موجود ہے تیسرا آئندہ کا دن جو امید کا دن ہے اور آئندہ کے بارے میں کسی کو خبر نہیں کہ وہ زندہ رہے گا کہ نہیں، جو دن گزر چکا اس سے نصیحت اور عبرت حاصل کرنی چاہئے، موجودہ دن کو غنیمت جاننا چاہئے اور آئندہ کا دن خطرے کا دن ہے کہ شاید وہ آئے یا نہ آئے، یہی حال تین مہینوں کا ہے، رجب گزر جاتا اور رمضان کا انتظار ہوتا ہے ہر کسی کو علم نہیں کہ اس ماہ تک زندہ رہے گا کہ نہیں شعبان ان دونوں کے درمیان ہے اس مہینہ میں اطاعت الٰہی اور عبادت کو غنیمت جاننا چاہئے۔

فضائل شعبان المعظم:

دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے: ’’شعبان شہری ورمضان شہر اللہ‘‘..... شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تبارک وتعالیٰ کا..... حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے بیان کئے ہوئے ان مختصر الفاظ نے جس انتہائی

عظمت اور وقعت کا پتا دیا ہے، وہ غائر نظروں سے مخفی نہیں رہ سکتا، ایک دوسری حدیث جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اس سے بھی شعبان کی فضیلت عظمت وشان کے واضح ہونے کی بین دلیل ہے:

"ان کنت صائمة شهراً محالة فعليك شعبان فان فيه الفضل."

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم کو کسی مہینے میں روزے رکھنا ہی ہیں تو شعبان میں رکھا کرو اس واسطے کہ شعبان میں بہت فضیلت ہے۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب رجب کا مہینہ آتا تو یہ دعا فرماتے تھے:

"اللهم بارک لنا فی شعبان وبلغنا رمضان."

ترجمہ: "اے اللہ! ہمارے لئے ماہ رجب اور ماہ شعبان میں برکت دے اور ہمیں رمضان کا مہینہ نصیب فرما۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص:۲۱۱، ج:۱)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رجب اور ماہ شعبان کے بارے میں بابرکت ہونے کی دعا فرمائی ہے نیز یہ بھی پتا چلا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان شریف کے آنے کا کتنا اشتیاق رہتا تھا اور دو مہینے پہلے ہی سے یہ دعا فرمادیتے تھے کہ اللہ ہمیں رمضان المبارک تک پہنچادے، رمضان تو مبارک ہے، رجب وشعبان بھی بابرکت ہیں۔

شعبان میں حضور اقدس ﷺ کا معمول:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "میں نے نہیں دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مہینے پورے روزے رکھے ہوں، سوائے رمضان کے مہینے کے اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ شعبان کے مہینہ سے زیادہ کسی دوسرے مہینہ میں نفلی روزے رکھے ہوں۔" (بخاری ومسلم)

شب برأت:

برأت کے معنی عربی زبان میں رہا ہونے اور نجات پانے کے آتے ہیں، شب برأت ایسی رات ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی تعداد میں انسانوں کے گناہ اور ان کی خطائیں معاف کرکے عذاب جہنم سے بری کردیا جاتا ہے، اس لئے اس کا نام شب برأت قرار پاگیا ہے۔

شب برأت کے اسمائے مختلفہ:

کتب دینیہ میں اس رات کے چار نام ملتے ہیں:

۱:.....لیلۃ الرحمۃ (بمعنی دستاویز)۔

۲:.....لیلۃ المبارکۃ (برکتوں والی رات)۔

۳:.....لیلۃ الصک (یعنی مطالبہ سے بری ہونے کی رات)

۴:.....لیلۃ البرأت (عذاب سے بری ہونے کی رات)

لفظ برأت کو تھوڑے سے تصرف کے ساتھ برات کہا گیا ہے، اس لئے مسلمان اس رات کو شب برات کہتے ہیں۔

فضائل شب برأت:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ، شعبان کی پندرھویں رات کو اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور پوری مخلوق کو بخش دیتے ہیں، لیکن مشرک اور کینہ رکھنے والا نہیں بخشا جاتا۔ (طبرانی وابن ماجہ)

بیہقی کی روایت میں یہ بھی ہے قطع رحمی کرنے والوں اور تہبند، پاجامہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والے اور شراب کی عادت رکھنے والے اور کسی کو ناحق قتل کرنے والے کی (بھی) اس رات میں مغفرت نہیں ہوتی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رات کو (سوتے سوتے میری آنکھ کھلی) تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر میں نہ پایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے کے لئے نکلی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع یعنی مدینہ منورہ کے قبرستان میں ملے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے اس بات کا خطرہ گزرا کہ اللہ اور رسول تجھ پر ظلم کریں گے؟ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیری باری کی رات ہوتے ہوئے کسی دوسری بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہوں گے؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں! مجھے تو یہی خیال گزرا کہ آپ اپنی کسی دوسری اہلیہ کے پاس تشریف لے گئے، آپ نے فرمایا (میں کسی کے پاس نہیں گیا، یہاں بقیع آیا ہوں، یہ دعا کرنے کی رات ہے) کیونکہ بے شک اللہ جل شانہ ماہ شعبان کی پندرھویں تاریخ کی رات کو قریب والے آسمان کی طرف خصوصی توجہ فرماتے ہیں اور قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ تعداد میں لوگوں کی مغفرت فرماتے ہیں۔"

(ترمذی، ابن ماجہ، بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ص:۱۱۵)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم جانتی ہو اس رات میں یعنی ماہ شعبان کی پندرھویں شب

میں کیا ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ارشاد فرمایئے کیا ہوتا ہے؟ فرمایا: اس رات میں ہر ایسے بچہ کا نام لکھ دیا جاتا ہے جو آنے والے سال میں پیدا ہونے والا ہے، اور ہر اس شخص کا نام لکھ دیا جاتا ہے جو آنے والے سال میں مرنے والا ہے (اللہ کو تو سب پتا ہے، البتہ انتظام میں لگنے والے فرشتوں کو اس رات میں ان لوگوں کی فہرست دیدی جاتی ہے اور اس رات میں نیک اعمال اوپر اٹھائے جاتے ہیں یعنی درجہ مقبولیت میں لے لئے جاتے ہیں) اور اس رات میں لوگوں کے ارزاق نازل ہوتے ہیں (ارزاق رزق کی جمع ہے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی بات ہے تاکہ جنت میں کوئی بھی داخل نہ ہوگا مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا: ہاں کوئی ایسا نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل ہوجائے، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ بھی اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں نہ جائیں گے؟ یہ سن کر آپ نے اپنے سر پر ہاتھ رکھ لیا اور تین بار فرمایا: میں بھی جنت میں نہ جاؤں گا، مگر اس طرح سے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لے، تین بار یہی فرمایا۔"

(تجلی فی الدعوات بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ص:۱۱۵)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب شعبان کی پندرھویں رات ہو تو اس رات کو نماز میں کھڑے ہوں اور رات گزارنے کے بعد صبح کو نفلی روزہ رکھو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اس رات میں آفتاب غروب ہوجانے کے وقت ہی سے قریب والے آسمان کی طرف خصوصی توجہ فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کیا کوئی مغفرت طلب کرنے والا ہے جس کی میں مغفرت کروں، کیا کوئی رزق طلب کرنے والا ہے جس کو میں رزق دوں اور اسی طرح فرماتے رہتے ہیں کہ کیا کوئی فلاں چیز مانگتا ہے کیا کوئی فلاں چیز مانگتا ہے صبح صادق طلوع ہونے تک ایسے ہی فرماتے رہتے ہیں۔ (ابن ماجہ)

ان روایات سے یہ باتیں معلوم ہوئیں:

۱:...... شعبان کے مہینہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بہ نسبت دوسرے مہینوں کے نفلی روزے زیادہ رکھا کرتے تھے بلکہ دو چار دن چھوڑ کر پورا ماہ شعبان ہی نفلی روزوں میں گزارتے تھے:

"کما فی روایۃ کان یصومہ الا قلیلا بل کان یصومہ کلہ"

۲:...... شعبان کی پندرھویں رات نفلی نماز میں کھڑے ہوکر گزارنی چاہئے۔

۳:...... اس رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان تشریف لے گئے، مگر وہاں نہ میلہ لگایا، نہ چراغ جلایا، نہ بہت سے لوگ گئے۔

۴:...... پندرھویں رات گزار کر صبح کو یعنی شعبان کی پندرھویں تاریخ کو روزہ رکھا جائے۔

۵: شعبان کی پندرھویں شب میں قریب والے آسمان کی جانب خداوند قدوس کی خاص توجہ ہوتی ہے اور بھاری تعداد میں گناہگاروں کی بخشش کردی جاتی ہے لیکن ان لوگوں کی بخشش نہیں ہوتی۔

☆: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والا۔

☆: قطع رحمی کرنے والا۔

☆: کینہ رکھنے والا۔

☆: تہبند، پاجامہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا۔

☆: والدین کی نافرمانی کرنے والا۔

☆: شراب کی عادت رکھنے والا۔

☆: کسی جان کو ناحق قتل کرنے والا۔

نیز روایات حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ جل شانہ شعبان کی پندرھویں شب میں آئندہ سال کے مرنے والوں اور پیدا ہونے والوں کے بارے میں فیصلہ فرماتے ہیں اور اللہ کو معلوم تو ہمیشہ سے ہے کہ کب کس کی موت و حیات ہوگی، لیکن اس رات میں فرشتوں کو مرنے جینے والوں کی فہرست دیدی جاتی ہے اور اس رات اعمال صالحہ درجۂ قبولیت میں اٹھالئے جاتے ہیں اور اس رات میں ارزاق بھی نازل ہوتے ہیں (یعنی کتنا رزق سال بھر کس کو ملے گا، اس کا علم فرشتوں کو دے دیا جاتا ہے)۔

نیز حدیث کی روایات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ جل شانہ فرماتے رہتے ہیں کہ ہے کوئی جو مجھ سے رزق طلب کرے میں اسے رزق دوں، ہے کوئی مصیبت میں مبتلا جسے عافیت دوں، ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا جسے میں بخش دوں وغیرہ وغیرہ۔

مومن بندوں کو چاہئے کہ پورے ماہ شعبان میں خوب زیادہ نفلی روزے رکھیں اور پندرھویں رات ذکر، دعا اور نماز میں گزاریں، کوئی مرد قبرستان چلا جائے تو وہ بھی ٹھیک ہے، مگر وہاں اجتماعی طور پر نہ جائیں میلہ لگانے کا کوئی ثبوت نہیں۔

نیز اس ماہ کی پندرھویں تاریخ کو روزہ رکھنے کا بھی ثبوت ہوا ان امور کے علاوہ لوگوں نے جو بہت سی بدعات اور خرافات نکال رکھی ہیں وہ سب لغو اور بے اصل ہیں۔

خصوصیات:

شب برأت کی یہ خصوصیت ہے کہ اس رات میں مغرب کے بعد ہی سے حق سبحانہ وتعالیٰ کی تجلیات

وتوجہات کا آسمان دنیا پر نزول ہوتا ہے اور عام اعلان ہوتا ہے کہ کیا کوئی استغفار کرنے والا ہے کہ میں اس کی مغفرت کروں، کیا کوئی رزق مانگنے والا ہے کہ میں اس کو رزق دوں، کیا کوئی مصیبت زدہ ہے کہ میں اسے نجات دوں، کیا کوئی ایسا ہے؟

غرض تمام رات اسی طرح دربار رہتا ہے اور عام بخشش کی بارش ہوتی رہتی ہے، یہاں تک کہ فجر (صبح صادق) ہوجاتی ہے اور دربار برخاست ہوجاتا ہے، اس قسم کا دربار اگرچہ تمام سال ہر رات کو ہوتا ہے مگر وہ آخری تہائی رات کے وقت سے مخصوص ہے، اس رات کی یہ فضیلت ہے کہ دربار غروب آفتاب کے بعد ہی سے شروع ہوجاتا ہے اور فجر کے وقت تک رہتا ہے، یہ وہ رات ہوتی ہے جس میں رحمتیں ہی نہیں کی جاتیں بلکہ صحیح معنی میں لٹائی جاتی ہیں۔

اس ماہ کے دیگر خصائص میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس مہینہ میں آئندہ سال مرنے والوں کا پروانہ حیات چاک کردیا جاتا ہے، اس لئے بھی ضرورت ہے کہ اس ماہ میں خصوصیت کے ساتھ نیک اعمال کئے جائیں تاکہ زندگی کا فیصلہ ہوتے وقت وہ ایک نیک کام میں مشغول ہوں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ آپ شعبان میں بہت زیادہ روزے رکھتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی جواب دیا کہ حق تعالیٰ اس مہینہ میں آئندہ سال مرنے والوں کے نام تحریر فرماتے ہیں، میں یہ چاہتا ہوں کہ میری وفات کا نوشتہ ایسے وقت میں لکھا جائے جبکہ میں روزہ دار ہوں، اس سے اشارتاً یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ جس شخص کا نوشتہ وفات ایسے وقت میں لکھا جائے گا کہ وہ کسی اچھے کام یعنی عبادات میں مشغول ہو تو فضل خداوندی سے قوی امید ہے کہ اس شخص کی موت بھی اچھی حالت میں ہوگی، انشاء اللہ تعالیٰ اس کا نتیجہ خیر وخوبی ہوگا۔

(فضائل الایام والشہور ص:۱۰۴)

حضرت جبرائیلؑ کی آمد

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شعبان کی درمیانی رات جبرائیلؑ میرے پاس تشریف لائے اور کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنا سر آسمان کی طرف اٹھاؤ، میں نے سر اٹھایا (آسمان کی طرف دیکھا) جنت کے سب دروازوں کو کھلا ہوا پایا، پہلے دروازہ پر ایک فرشتہ کھڑا پکار رہا تھا کہ جو شخص اس رات میں رکوع کرتا ہے (نماز پڑھتا ہے) اسے خوشخبری ہو، دوسرے دروازہ پر ایک فرشتہ کہہ رہا تھا کہ: جو شخص اس رات میں سجدہ کرتا ہے، اسے خوشخبری ہو، تیسرے دروازے پر ایک فرشتہ کہہ رہا تھا کہ جس نے اس رات میں دعا کی اسے خوشخبری ہو، چوتھے دروازے پر ایک فرشتہ کہہ رہا تھا کہ جس نے اس رات میں خدا کے خوف سے زاری کی (یعنی رویا) اسے خوشخبری ہو پانچویں دروازے پر ایک فرشتہ کہہ رہا تھا کہ اس رات میں تمام مسلمانوں کو خوشخبری ہو، چھٹے دروازے پر ایک فرشتہ کہہ رہا تھا کہ اگر کسی کو کوئی سوال کرنا ہے تو کرے، اس کا سوال پورا کیا جائے گا، ساتویں دروازے پر ایک فرشتہ کہہ رہا تھا کہ کوئی ہے جو بخشش کی درخواست کرے، اس کی درخواست قبول کی جائے گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا: یہ دروازے کب تک کھلے رہیں گے؟ انہوں نے جواب دیا پہلی رات سے صبح ہونے تک کھلے رہیں گے، پھر فرمایا: اے محمد! اللہ تعالیٰ اس رات (شعبان کی پندرھویں) میں دوزخ کی آگ سے اتنے بندوں کو نجات دیتا ہے، جتنے قبیلہ کلب کی بکریوں کے بال ہیں۔

(غنیۃ الطالبین ص:۳۶۲)

شب برأت مبارک کیوں؟

جو رات آنے والی ہے یعنی پندرھویں شب شعبان، اس کے خاص فضائل آئے ہیں، اس لحاظ سے اس کو مبارک کہنا درست ہے، گو احادیث میں مبارک کا لفظ نہیں آیا اگرچہ قرآن میں لفظ "مبارک" آیا ہے، مگر یہ تفسیر خود محتمل ہے مگر یہ احتمال اس لقب میں مضر نہیں کیونکہ برکت کی حقیقت ہے کثرت نفع، اگر کسی چیز کا کثیر النفع ہونا ثابت ہوجائے تو اس کو مبارک کہنا صحیح ہوگا، پس احادیث میں جو فضائل اس رات کے آئے ہیں جب ان سے کثیر النفع ہونا معلوم ہوتا ہے تو اس کو مبارک کہنا صحیح ہوگا، گو مبارک کا لفظ نہ آیا ہو، لیکن قرآن شریف میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

انا انزلنہ فی لیلۃ مبٰرکۃ انا کنا منذرین O فیھا یفرق کل امر حکیم O (الدخان، پ:۲۵)

ترجمہ: "ہم نے اس (قرآن) کو ایک برکت والی رات میں اتارا ہے، بے شک ہم ڈرانے والے ہیں، اسی رات کو ہر امر محکم کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔"

یعنی یہ بھی ایک برکت ہے کہ اس شب میں تمام امور (کاموں) کا فیصلہ ہوجاتا ہے، تمام امور میں سب چیزیں آگئیں صرف نماز وروزہ ہی نہیں بلکہ دنیوی امور بھی اس میں داخل ہیں۔ مثلاً اس کھیت میں اتنا اناج پیدا ہوگا، جنگ ہوگی، فتح ہوگی یا شکست ہوگی، اتنا پانی برسے گا (موت وحیات، شادی وبیاہ وغیرہ) غرض سب امور کا فیصلہ وانتظام ہوتا ہے، یہ سب انتظام برکت میں داخل ہوگیا، پس ایک قسم تو برکت کی یہ ہے، دوسری قسم برکت کی دینی ہے جو احادیث میں مذکور ہے کہ جب شعبان کی پندرھویں شب ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اول شب سے آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں، یہ خصوصیت اس رات میں بڑھی

ہوئی ہے (کیونکہ ہرروز نصف شب کے بعد خدا تعالیٰ آسمان دنیا پر تجلی فرما کر بندوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں) یعنی اور راتوں میں نصف شب کے بعد نزول الٰہی ہوتا ہے اور اس شب میں شروع ہی سے نزول فرماتے ہیں، یہ بھی وجہ برکت میں سے ایک ہے، اس کی قدر وہی کرے گا جس میں محبت کا مادہ ہوگا کیونکہ اس کو ایک ایک لمحہ غنیمت سمجھے گا اور یہاں (شب برأت وشب قدر میں) پوری رات ملتی ہے تو یہاں اضافہ اصل سے بھی زیادہ ہوگیا ہے، مجموعہ دونے سے بڑھ گیا۔ (التبلیغ، ص:۲۶، ج:۸)

انا انزلنه فی لیلة مبٰرکة انا کنا منذرین O فیها یفرق کل امر حکیم O کے ذیل میں "ماثبت بالسنه" میں ایک لطیف جملہ درج ہے: "اکثر اہل علم حضرات کی یہ رائے ہے کہ یہ معاملات شب قدر میں ہوتے ہیں اور شعبان کی پندرھویں شب سے شروع کردیے جاتے ہیں۔"

فرشتوں کی عیدیں:

جس طرح زمین پر مسلمانوں کی دو عیدیں ہیں، اسی طرح آسمان پر فرشتوں کی بھی دو عیدیں ہوتی ہیں، مسلمانوں کی عیدیں عید الفطر (یکم شوال) اور عید الاضحیٰ (دس ذی الحجہ) کے دن ہوتے ہیں اور فرشتوں کی عیدیں شب برأت اور شب قدر میں ہوتی ہیں۔ فرشتوں کی عیدیں رات میں اس لئے ہوتی ہیں کہ وہ سوتے نہیں، مسلمان چونکہ سوتے ہیں اس لئے ان کی عیدیں دن میں ہوتی ہیں۔ (غنیۃ الطالبین، ۳۶۳)

شب برأت کی بدعات:

اس مبارک رات کے فضائل و برکات اپنی جگہ ہیں لیکن آج ہماری شومیٔ اعمال نے اس کے ثواب کو عذاب اور برکات کو دینی و دنیوی نقصانات سے بدل دیا ہے، کبھی مسلمان وہ لوگ تھے کہ ہر شر میں سے کوئی خیر اور ہر برائی سے بھلائی اور ہر نقصان سے نفع کمالاتے تھے، آج ہماری شامت اعمال نے اس طرح کایا ہی پلٹ دی ہے کہ ہر بھلائی کی جگہ برائی اور ہر نفع کی جگہ سے نقصان ہمارے حصہ میں آتا ہے، ہم نے طرح طرح کی بدعتیں اور قبیح رسمیں ایجاد کرکے ہر ایک برکت کو اپنے لئے مصیبت بنادیا ہے، شب برأت بھی ان خرافات سے محفوظ نہ رہ سکی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو چھوڑ کر طرح طرح کی رسمیں تیار کرلی گئیں جن کو فرائض کی طرح التزام سے ادا کیا جاتا ہے، ان میں سے بعض یہ ہیں۔

آتش بازی اور اس کی تاریخ:

آتش بازی اور چراغاں کرنے کی رسم بد جو آج پاک و ہند میں رائج ہے، یہ اسلامی شعار نہیں بلکہ ہندوانہ شعار ہے، یہ ہندوؤں کی ایک مشہور تہوار دیوالی کی نقل ہے، ہندوؤں کے ساتھ خلط ملط میل جول کے ساتھ جہاں بہت سی باتیں انہوں نے ہم سے سیکھیں، وہیں ہم نے بھی ان سے بہت کچھ سیکھ لیں، مگر افسوس ہے کہ انہوں نے ہم سے اچھی باتیں سیکھیں اور ہم نے ان سے بری باتیں، آتش بازی خاص ہندوانہ رسم ہے جو مسلمان میں رائج ہوگئی، اس قول کی سب سے بڑی دلیل، سب سے بڑی حجت یہی ہے کہ اس رسم کا وجود آج تک بھی ممالک اسلامیہ میں سے کسی ملک میں بھی نہیں، دنیا کے کسی بھی خطہ میں جہاں دو چار مسلمان بھی آباد ہیں ہاں اگر ہے تو فقط برصغیر میں یا سرزمین فارس میں جو کسی وقت آتش پرستوں کا مرکز رہ چکا ہے۔ (فضائل الایام والشہور)

شب برأت میں چراغاں اور آتش بازی ولہو ولعب کے لئے جمع ہوتے ہیں یعنی کرتے ہیں، یہ سب نہایت قبیح بدعت ہے کہ اس کی اصل نہ کسی معتبر کتاب میں ہے نہ کسی غیر معتبر کتاب میں، کوئی ضعیف [illegible] موضوع حدیث بھی اس بارے میں مروی نہیں ہے اور بلاد پاک و ہند کے سوا حرمین شریفین میں اس کا رواج ہے نہ دوسرے ممالک کے کسی شہر میں اس کو ہندوؤں کی دیوالی سے لیا ہے، اس لئے مسلمانوں نے ہند کی کافرہ عورتوں سے شادیاں کیں اور باندیاں بنائیں یہ رسم ان کی مسلمانوں میں رائج اور شائع ہوگئی۔ (الجواہر الزواہر)

برامکہ ایک قوم آتش پرست گزری ہے جو مسلمان ہوگئی تھی، مگر آتش پرستی کے اثرات پھر بھی ان کی زندگی میں نمایاں تھے، اس وجہ سے اس موقع پر وہ لوگ خاص طور پر روشنی کا اہتمام کافی حد تک کرتے تھے، خلیفہ ہارون الرشید عباسی اور اس کے بیٹے مامون رشید عباسی کے دور خلافت میں برامکہ کو عروج حاصل تھا اس قوم برامکہ میں یحییٰ برمکی، محمد خالد برمکی، جعفر برمکی کو خاص عہدے خلفائے بنو عباس نے عطا کئے تھے جس کی وجہ سے ان کو اس شب میں اس کے منکرات کا اہل اسلام میں رواج دینے کا موقع ملا جس میں وہ کافی حد تک کامیاب ہوئے۔

چنانچہ علمائے اسلام نے برابر اس منکر کی روک تھام کی، اس کو خلاف شرع قرار دیا مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ ہر سال بے محل ہی نہیں بلکہ ایک ناجائز اور حرام کام میں صرف ہوتا ہے۔ (حقیقت شب برأت)

آتش بازی کا حکم:

من جملہ ان رسومات کے آتش بازی ہے، اس میں بھی متعدد خرابیاں جمع ہیں:

۱:...... مال کا ضائع ہونا، جس کا حرام ہونا قرآن مجید میں منصوص ہے۔

۲:...... اپنی جان کو یا اپنے بچوں کو یا پاس پڑوس والوں کو خطرہ میں ڈالنا، کافی واقعات ایسے ہوچکے ہیں جس میں آتش بازی کرنے والوں کا ہاتھ اڑ گیا، منہ جل گیا یا کسی کے گھر میں آگ لگ گئی، جس کی حرمت (حرام ہونا) قرآن شریف میں

موجود ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکہ‘‘...... مت ڈالو اپنی جانوں کو ہلاکت میں......

اس لئے حدیث شریف میں بلاضرورت آگ سے تلبس (خلط ملط) قرب سے ممانعت آئی ہے، چنانچہ کھلی آگ اور جلتا ہوا چراغ چھوڑ کر سونے کو منع فرمایا ہے۔

یاجوج ماجوج کی مشابہت:

بعض آلات آتش بازی کے اوپر کو چھوڑے جاتے ہیں، اول تو یہ بعضوں کے سر پہ آکر گرتے ہیں اور لوگوں کو چوٹ لگتی ہے، علاوہ اس کے آتش بازی میں یاجوج ماجوج کی مشابہت ہے جس طرح وہ آسمان کی طرف تیر چلائیں گے اور کفار کی مشابہت حرام ہے۔

رسوم حلوا:

اس رسم کو ایسا لازم کرلیا گیا ہے کہ اس کے بغیر سمجھ لیا گیا ہے کہ شب برائت ہی نہیں ہوئی، فرائض و واجبات کے ترک پر اتنی ندامت اور افسوس نہیں ہوتا جتنا اس کے ترک پر اور جو نہیں کرتا اس کو کنجوس وبخیل وغیرہ کے القاب دے کر شرمایا جاتا ہے، جس میں بہت سی خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں، ایک غیر ضروری چیز کا فرض و واجب کی طرح التزام کرنا، دوسرے فضول خرچی وغیرہ اور اس نو ایجاد شریعت کے لئے طرح طرح کی لغو ضرورتیں تراشی جاتی ہیں، کوئی کہتا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جب دندان مبارک شہید ہوا تو آپؐ نے حلوا نوش فرمایا تھا، یہ اس کی یادگار ہے اور کوئی کہتا ہے کہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اس تاریخ میں شہید ہوئے تھے یہ ان کی فاتحہ ہے، اول تو سرے سے یہی غلط ہے کہ دندان مبارک ان دنوں میں شہید ہوا ہو یا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس تاریخ میں شہید ہوئے ہوں، کیونکہ دونوں حادثے ماہ شوال میں واقع ہوئے ہیں اور پھر بالفرض اگر ہو بھی تو اس قسم کی یادگاریں بغیر کسی شرعی امر کے قائم کرنا خود بدعت اور ناجائز ہے، اس کے علاوہ یہ عجیب طرح کی فاتحہ ہے کہ خود ہی پکایا اور خود ہی کھاگئے یا دو چار اپنے احباب کو کھلادیا، فقرا ومساکین جو اس کے اصلی مستحق ہیں وہ یہاں بھی دیکھتے ہی رہ جاتے ہیں، بالخصوص جبکہ واجبات کی طرح التزام ہونے لگے تو ایسی صورت میں مباح بلکہ مستحبات بھی فقہاء کے نزدیک قابل ترک ہوجاتے ہیں۔

مسجدوں میں زیادہ چراغ جلانا:

بعض شہروں میں دستور ہے کہ اس تاریخ میں مسجدوں میں زیادہ روشنی کی جاتی ہے، ضرورت سے بہت زیادہ چراغ جلادیے جاتے ہیں یہ بالکل کفار کے ساتھ مشابہت اور ہندوؤں کی دیوالی کی نقل ہے، جو سخت ناجائز اور حرام ہے، قرآن کریم کفار کے ساتھ مشابہت پیدا کرنے والوں کو انہی کی مانند فرماتا ہے اور حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی قوم کے ساتھ مشابہت کرے وہ انہی میں سے ہے۔ علی بن ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ اس رات میں زیادہ روشنی کرنا برامکہ سے شروع ہوا تھا، یہ لوگ اصل میں آتش پرست تھے، جب اسلام لائے تو انہوں نے یہ رسم اسلام میں داخل کی، تاکہ مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھتے وقت آگ کو سجدہ کریں پھر آٹھویں صدی ہجرت میں ان منکرات کا ائمہ ہدیٰ نے خوب قلع قمع فرمایا اور بلاد مصر وشام سے ان رسوم کو مٹادیا گیا، بعض اکابر نے اس کی وجہ سے مسجد میں اس رات کو جانا چھوڑ دیا عجیب نہیں کہ ہمارے زمانے کی آتش بازی اسی کا شعبہ ہو۔ (ماثبت بالسنۃ)

برتنوں کا بدلنا اور گھر کا لیپنا:

بعض لوگوں نے اس رات میں گھر لیپنے اور برتن بدلنے کی عادت ڈال رکھی ہے، یہ بھی محض لغو اور بے اصل ہونے کے علاوہ ہندوؤں کے ساتھ مشابہت ہے جس کی حدیث وقرآن میں بہت ممانعت آئی ہے۔

مسور کی دال پکانا:

بعض لوگ اس تاریخ میں مسور کی دال ضروری پکاتے ہیں، اس کی وجہ بھی اب تک معلوم نہیں ہوئی اس میں بھی وہی خرابیاں موجود ہیں، جو رسم حلوا میں ذکر کی گئی ہیں۔

مسجدوں میں اجتماع اور شور شرابا:

رات کو جاگنے کے لئے اگر اتفاقاً دو چار آدمی مسجد میں جمع ہوگئے اور اپنی نماز وتلاوت میں مشغول رہے تو اس میں مضائقہ نہیں لیکن بعض شہروں میں اس کو اس حد تک پہنچادیا گیا ہے کہ اس کو روکنے کی ضرورت ہے، مثلاً بلا بلا کر لوگوں کو اہتمام سے جمع کرنا اور پھر شور وشغب اور لہو ولعب میں رات گزارنا اس طرح اہتمام کے ساتھ مسجدوں میں اجتماع بھی نو ایجاد بدعت ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن سے زیادہ کوئی عبادت کا شوقین نہیں ہوسکتا، کبھی اس طرح جمع نہیں ہوتے تھے، اور پھر اس اجتماع کی وجہ سے جو شور و شغب مسجدوں میں ہوتا ہے وہ دوسرا گناہ ہے فرشتے ایسے لوگوں کے لئے بددعا کرتے ہیں جو مسجدوں میں دنیا کی باتیں کریں یا شور مچائیں اس کے علاوہ عالمگیر غفلت اور جہالت کی وجہ سے اور بہت سی باتیں آداب مسجد کے خلاف اور ملائکہ اللہ کے ایذا کا باعث ہوکر بجائے نفع کے نقصان وخسران کا سبب بن جاتی ہیں۔ (نعوذ باللہ)

☆......☆......☆

مولانا ابو یاسر ندوی

مسلمانوں کی اکثریت اعتدال پسند ہے

اسلام تشدد کا مذہب نہیں

امریکی ریسرچ سینٹر کا اعتراف

اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کرنے والے ممالک میں اب ایسے تحقیقی ادارے ابھر رہے ہیں، جنہوں نے اپنے غیر جانبدارانہ رپورٹ کے ذریعہ اسلام کے تعلق سے حقائق کا اعتراف کیا ہے۔ اسلامی تعلیمات مسخ کرنے اور اس کی شبیہ کو بگاڑ کر پیش کرنے میں مغربی میڈیا سب سے زیادہ جس چیز پر زور دیتی ہے وہ اسلامی انتہاپسندی اور دہشت گردی ہے، یہودی دسترس میں کام کرنے والے بیشتر ذرائع ابلاغ اسلام کے تعلق سے ایک ہی راگ الاپتے نظر آتے ہیں، وہ یہ کہ اسلام تشدد کا مذہب ہے، اس کی تعلیمات تشدد کو ہوا دیتی ہیں، مسلمان دہشت گرد قوم ہیں، دنیا میں جہاں کہیں دہشت گردانہ واقعات رونما ہورہے ہیں، اس کے پیچھے صرف مسلمانوں کا ہاتھ ہے وغیرہ وغیرہ۔ عالمی برادری کو چاہئے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کو سچی عینک لگا کر دیکھے، اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے میڈیا کے پیش کردہ تاثرات کی بنیاد پر رائے قائم نہ کرے اور نہ ہی مٹھی بھر نام نہاد مسلمانوں کی جنونی حرکات کو بنیاد بنائے۔ مقام شکر ہے کہ مغربی ممالک میں بھی اس سلسلہ میں شعور بیدار ہورہا ہے اور مغربی اداروں کے سامنے اب یہ حقیقت واضح ہورہی ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت تشدد پسند نہیں ہے، یہودی میڈیا کے زیر اثر سارے مسلمانوں کو تشدد پسند اور دہشت گرد قرار دینا سراسر ناانصافی ہے، چنانچہ ایک امریکی ادارہ ''گلوب انسٹیٹیوٹ'' کی سروے رپورٹ کے مطابق مسلم نوجوانوں کی اکثریت جنگ میں شرکت کا خواب نہیں دیکھتی بلکہ اکثریت کا خواب مناسب ملازمت کا حصول ہوتا ہے، گلوب انسٹیٹیوٹ کے سروے کاروں نے جب مختلف عمروں کے نوجوانوں سے ان کے مستقبل کے عزائم کے تعلق سے دریافت کیا تو سب نے کہا کہ وہ ایک پرامن زندگی اور اچھی ملازمتیں چاہتے ہیں، تنازعہ اور تشدد ان کے لئے مطلوب نہیں ہے۔ گلوب انسٹیٹیوٹ کا یہ سروے صدر بش کے اس خیال کی سختی سے تردید کرتا ہے کہ عالم اسلام کے تشدد پسند مسلمانوں کے متشددانہ جذبات انہیں آزادی اور جمہوریت کے خلاف اکساتے رہتے ہیں، خود امریکی ادارہ نے ثابت کردیا کہ مسلمان تشدد پسند نہیں ہیں۔

گلوب انسٹیٹیوٹ کی جانب سے کیا گیا حالیہ سروے سب سے وسیع سروے تصور کیا جارہا ہے، جس میں دنیا بھر کے زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کا احاطہ کیا گیا ہے اور ان کی آراء معلوم کی گئیں اور یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ بیشتر مسلمان دینی اقدار کے ساتھ جمہوریت کے حامی اور اسلامی نظام کے ساتھ آزادی کے علمبردار ہیں، لیکن ایسی جمہوریت کے حامی ہیں جو امریکا کی طرف سے لاگو نہ کی گئی ہو، چالیس مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے پچاس ہزار مسلمانوں نے، جن کے خیالات معلوم کئے گئے، سروے کے دوران کہا۔ مغرب کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ اسلام کے تعلق سے منفی رویہ ترک کردے۔

حالیہ سروے کے نتائج گلوب انسٹیٹیوٹ کی جانب سے کتابی شکل میں شائع کئے جانے والے ہیں۔ یہ سروے نتائج ''اسلام کے حقیقی ترجمان کون ہیں؟ ایک ارب مسلمانوں کی حقیقی فکر کیا ہے؟'' کے نام سے شائع ہونے والے ہیں، اگر یہ کتاب منظر عام پر آتی ہے تو ایک بہت بڑا کارنامہ ہوگا، اس لئے کہ اس کتاب میں شامل نتائج چھ سالہ تحقیقات و ریسرچ کا خلاصہ ہیں اور پچاس ہزار سے زائد مسلمانوں کے انٹرویوز پر مشتمل ہیں۔

اس کتاب کے مولفین جارج ٹاؤن یونیورسٹی کے عالمی امور اور اسلامک اسٹیڈیز کے استاذ جان اسپوزیتو اور گلوب انسٹیٹیوٹ برائے اسلامی تحقیقات کے ڈائریکٹر دالیا مجاہد ہیں، دونوں مولفین کا کہنا ہے کہ کسی قوم سے متعلق رائے قائم کرنے یا پالیسی سازی سے پہلے ضروری ہے کہ اس قوم کی عوام سے براہ راست رابطہ کیا جائے اور ان کے خیالات معلوم کئے جائیں، نیز ان کے افکار کو گہرائی کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ مولفین کا کہنا ہے کہ اس کتاب سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے ہم ماہرین کے مناقشہ سے تجاوز کرتے ہوئے اعداد و شمار سے نتائج اخذ کرنا چاہتے ہیں، سروے نتائج سے خود بخود رہنمائی ملے گی اور حقائق تک پہنچنے میں مدد ملے گی۔

سروے میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ حکمرانی میں اسلام اہم کردار ادا کرسکتا ہے، سروے میں شریک بیشتر مسلمانوں نے اس بات کی تائید کی کہ شریعت اسلامی زندگی کے تمام شعبوں پر حکمرانی کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے، زندگی کے آسان سے آسان اور پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل شریعت اسلامی کی دسترس سے باہر نہیں ہیں۔ان مسلمانوں نے سیکولرازم کو مسترد کردیا، مسلمانوں کی اکثریت آزادی حقوق انسانی اور جمہوریت کی تائید کرتی ہے، لیکن اس کے ساتھ اس کی خواہش یہ بھی ہے کہ مسلم معاشرہ کا قیام و استحکام اسلامی اقدار کی روشنی میں ہو اور قوانین کا سرچشمہ شریعت اسلامی ہو، بیشتر مسلمان حقوق انسانی اور اسلام دونوں چاہتے ہیں، ان میں سے کسی ایک پر اکتفا کرنا پسند نہیں کرتے، مسلمانوں کی ایک بھاری اکثریت نے اس خیال کا اظہار کیا کہ وہ اپنے ملکوں میں ایسے دستور کے حامی ہیں جس میں زیادہ سے زیادہ حقوق اور آزادی صحافت فراہم کی گئی ہو، ان کا کہنا ہے کہ اس قسم کے کسی دستور کی موجودگی شریعت اسلام کے نفاذ کے منافی نہیں ہے۔

مصر کے ۶۶ فیصد مسلمانوں کا خیال ہے کہ شریعت اسلامی ہی ملکی قانون کا واحد سرچشمہ ہونا چاہئے جبکہ پاکستان کے ۶۰ فیصد مسلمانوں نے اس کی تائید کی۔ اردن میں یہ تناسب ۵۴ فیصد ہے جبکہ بنگلہ دیش میں ۵۲ فیصد ہے۔سروے رپورٹ کے مطابق تشدد پسند مسلمانوں کا تناسب صرف ۷ فیصد ہے، سروے میں دنیا بھر کے جن مسلمانوں کی آراء معلوم کی گئیں ان میں صرف ۷ فیصد مسلمانوں نے اس کا اظہار کیا کہ ۱۱/ستمبر کے حملے درست تھے، انہوں نے کہا کہ وہ آزادی کو ناپسند نہیں سمجھتے، لیکن ان کے خیال میں امریکا دوھرے پیمانے استعمال کرتا ہے، انہوں نے اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ امریکا عالم اسلام پر قابض ہونا چاہتا ہے۔ بیشتر مسلمانوں نے کہا کہ وہ جمہوری سیاست کے حامی ہیں، لیکن انہیں اپنی حکومتوں اور امریکا کی نیت کے تعلق سے شبہ ہے، عالم اسلام میں جمہوریت لانے کے امریکی عزائم کو بیشتر مسلمان شک کی نظر سے دیکھتے ہیں، تشدد پسند مسلمانوں کی جمہوریت میں دلچسپی اعتدال پسندوں سے زیادہ ہے۔

سروے رپورٹ میں حیرت انگیز انکشافات کیے گئے ہیں، سروے رپورٹ کے نتائج میں بتایا گیا ہے کہ مسلمان اور امریکی باشندے بے قصور شہریوں کو نشانہ بنانا غلط خیال کرتے ہیں اور ان کی نظر میں پُرتشدد کارروائیوں کو انجام دینے والے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

سروے رپورٹ کے مطابق ہر دس مسلمانوں میں سے ۹ اعتدال پسند ہیں۔رپورٹ میں مسلمانوں کے حوالہ سے کہا گیا ہے کہ اہل مغرب کے لئے مسلمانوں کے ساتھ تعلقات کو خوشگوار کرنے میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے منفی سوچ ترک کردیں اور مغرب مسلمانوں اور عالم اسلام کے تعلق سے اپنی خارجہ پالیسی پر نظر ثانی کرے اور اسلام اور مسلمانوں کا احترام کرنا سیکھے، ساتھ ہی سروے میں ایک بڑی تعداد ان مسلمانوں کی بتائی گئی جنہیں تشدد کے تعاون کے لئے ابھارا جاسکتا ہے، مسلمانوں کی بڑی تعداد پر یہ احساس ہمیشہ سوار رہتا ہے کہ عالم اسلام پر مغرب کا سیاسی تسلط ہے اور مغرب عالم اسلام کے ساتھ بے احترامی کا معاملہ کرتا ہے۔

رپورٹ میں اسلام اور مغرب کے درمیان تعلقات کو بہتر بنانے کے لئے یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ دونوں کے درمیان سماجی، تعلیمی اور ثقافتی میدانوں میں باہمی تبادلہ کو فروغ دیا جائے، لیکن امریکا اور اہل مغرب مسلمانوں کے تعلق سے جس چیز کو کچھ سمجھ نہیں پارہے ہیں وہ یہ کہ امریکا مسلمانوں کے تعلق سے اپنی معاندانہ پالیسی پر نظر ثانی کرے، جب تک امریکا عالم اسلام کے تعلق سے اپنی پالیسی تبدیل نہیں کرے گا اسلام اور مغرب کے درمیان خوشگوار فضا نہیں بن سکتی۔سروے میں شامل اکثر مسلمانوں کا خیال ہے کہ مغرب اسلام اور مسلمانوں سے نفرت کرتا ہے، جب کہ ۱۷ فیصد مسلمانوں نے اس کے برعکس خیال کا اظہار کیا۔

''گلوب انسٹیٹیوٹ برائے اسلامی تحقیقات'' کے رکن دالیا مجاہد نے بتایا کہ سروے میں شامل مسلمانوں نے ایک سے زائد مرتبہ یہ ظاہر کیا کہ مغربی اقوام مسلمانوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور اکثریت نے کہا کہ اسلام اور مغرب کے درمیان تعلقات میں خوشگواری کا واحد راستہ یہ ہے کہ اسلام کے تعلق سے منفی سوچ میں تبدیلی لائی جائے۔

سروے میں شامل اکثریت کا خیال یہ ہے کہ مسلمانوں کی زندگی میں ہی انتہائی اہم عادات اور قدریں پائی جاتی ہیں، جن سے دوسری اقوام عاری ہیں، اس خیال کا اظہار اردن کے ۹۶ فیصد، سعودی کے ۹۵ فیصد، ترکی کے ۹۰ فیصد اور مصر کے ۹۷ فیصد مسلمانوں نے کیا۔ جب کہ یہ تناسب امریکا میں ۵۴ فیصد، برطانیہ میں ۳۶ اور فرانس میں ۲۰ فیصد ہے۔

سروے رپورٹ کے اخیر میں بطور پیغام کے کہا گیا ہے کہ اسلام درحقیقت ویسا نہیں ہے جیسا مغرب کا خیال ہے، مغرب کا اسلام کے تعلق سے تصور یہ ہے کہ اسلام سراسر جکڑ بندیوں اور سخت قسم کے قوانین وقواعد کا نام ہے جب کہ یہ غلط تاثر ہے۔ اسلام ایک ایسے ذہنی اور روحانی عمل کا نام ہے

جو انسان کے اندر ادراک پیدا کرتا ہے اور اس میں امید کی کرن روشن کرتا ہے، اسلام ایک عظیم نصب العین کی حامل زندگی کا تصور پیش کرتا ہے۔

اس وقت مغرب اور عیسائی دنیا میں کشمکش کی جو صورت حال ہے اس سے ہر شخص واقف ہے، اسی صورت حال کے پیش نظر مغرب کے بعض حلقوں کی جانب سے تہذیبی تصادم کا نظریہ پیش کیا جارہا ہے، اسلام اور عیسائی و مغربی دنیا کے درمیان مذاکرات کی بھی آواز اٹھائی جارہی ہے، حالیہ دنوں میں اس موضوع پر مکہ مکرمہ میں ایک کانفرنس کا بھی انعقاد عمل میں آیا، مذاکرات کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جاسکتا، لیکن مذاکرات کھلے دل کے ساتھ ہوں بامقصد ہوں یا کسی بھی فریق کی جانب سے پہلے کوئی مدعا طے نہ ہو، موجودہ پوپ نے بھی عالم اسلام کے ساتھ مذاکرات کی بات کہی ہے، لیکن ان کا رویہ بتاتا ہے کہ وہ اس تعلق سے سنجیدہ نہیں ہیں، اسلام کے تعلق سے کسی بھی قسم کے مذاکرات سے پہلے مغربی اقوام کو چاہئے کہ وہ منفی سوچ سے پاک ہوجائیں، امریکی ریسرچ سینٹر کا حالیہ تحقیقی سروے اس سلسلہ میں خوب رہنمائی کرسکتا ہے۔

☆☆..................☆☆

گستاخِ رسول کا اندوہناک انجام

ندیم نواب

تبت یدا ابی لھب وتبO

ترجمہ: ”ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ برباد ہوجائے۔“

گستاخ رسول ابولہب کی موت اس طرح واقع ہوئی کہ وہ طاعون جیسے زہرناک اور سوزش والے مرض میں مبتلا ہوکر تڑپ تڑپ کر جہنم واصل ہوا، دوران بیماری اور موت کے بعد کوئی عزیز حتی کہ اولاد بھی اس کے قریب نہ آتی تھی، یہاں تک کہ مرنے کے بعد لاش سے جب تعفن اٹھنا شروع ہوا تو لوگوں کے شور مچانے پر اس کے بیٹوں نے حبشی مزدوروں سے لاش گڑھے میں پھنکوائی اور اوپر سے پتھر ڈال کر مٹی پھینک دی۔

کون نہیں جانتا کہ قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود جب مرض الموت میں مبتلا ہوا تو اپنا فضلہ خود کھاتا تھا اور جب جرمنی سے ایک غیر مسلم ڈاکٹر کو اس کے علاج کے لئے بلوایا گیا تو اس نے مرزا محمود کی حالت دیکھ کر کہا: ”میں بیماری کا علاج کرسکتا ہوں خدائی پکڑ کا نہیں۔“

مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود سے دنیا کو اس طرح نجات ملی کہ اس کو انتہائی خوفناک ہیضہ ہوا، منہ اور مقعد دونوں راستوں سے غلاظت بہنے لگی، اتنی ہمت بھی نہ تھی کہ رفع حاجت کے لئے لیٹرین تک جاسکے، اس لئے چارپائی کے قریب ہی غلاظت کے ڈھیر لگ گئے، مسلسل پاخانوں اور الٹیوں نے اس قدر نچوڑ کر رکھ دیا کہ اپنی ہی غلاظت پر منہ کے بل گرا اور جہنم رسید ہوا، کائنات میں شاید ہی کسی کو ایسی ہولناک اور عبرتناک موت آئی ہو، مدفین تک منہ سے غلاظت بہتی رہی جسے بڑی کوشش کے باوجود بند نہ کیا جاسکا، جس تابوت میں مرزا کا متعفن جسم لاہور سے قادیان لایا گیا اس تابوت اور اس میں پڑے بھوسے (توڑی) کو حکومت نے آگ لگوا کر خاکستر کروادیا تاکہ اس تابوت سے علاقے میں کوئی وبا نہ پھیل جائے۔

مرزا قادیانی کے عبادت خانے کے امام عبدالکریم کی عبرت انگیز موت اس طرح واقع ہوئی کہ اس کے جسم پر ایک پھوڑا نمودار ہوا اور آناً فاناً سارے جسم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، شدت درد سے اس طرح چیختا چلاتا گویا کوئی بکرا ذبح ہورہا ہو۔ مرزا قادیانی اسے خدائی پکڑ میں پھنسا دیکھ کر ایسا ڈرا کہ باوجود لوگوں کے اصرار کے اور عبدالکریم کے بار بار یاد کرنے کے اس کی عیادت کو نہ پہنچا، حالانکہ دونوں ایک ہی مکان میں رہائش پذیر تھے، اس طرح سارا جسم گل گیا اور مردود جہنم واصل ہوگیا، نام نہاد بہشتی مقبرہ میں سب سے پہلا دوزخ کا گڑھا اسی مردود کے لئے کھودا گیا جس میں خدائی عذاب میں گرفتار ہونے والے کو جہنم واصل کیا گیا۔

یہ عجیب و غریب قصہ بھی تاریخ میں محفوظ ہے کہ ابولہب اور اس کے بیٹے عتبہ نے ملک شام کے لئے رخت سفر باندھا تو اس کے بیٹے عتبہ نے کہا: ذرا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو چھیڑ آؤں اور ان کے رب کے سلسلہ میں ان کو تھوڑا ستالیں تب شام کا سفر شروع کریں، چنانچہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: ”اے محمد! میں تمہارے اس رب کا انکار کرتا ہوں تم جس کے اتنے قریب ہوآئے ہو کہ تمہارے اور اس کے درمیان صرف معمولی سا فیصلہ رہ گیا تھا“ یہ معراج کے واقعہ پر تنقید بھی تھی اور انکار بھی۔ حضور ﷺ کو اس سے تکلیف پہنچی اور آپؐ نے بددعا فرمائی کہ:

”اے اللہ! اپنے کتوں میں سے کسی ایک کو اس پر مسلط فرما۔“

عتبہ جب ابولہب کے پاس واپس پہنچا تو اس نے پوچھا کہ تم نے کیا کہا؟ عتبہ نے بتایا: میں نے یہ کہا: تو ابولہب نے پوچھا کہ پھر محمد نے کیا کہا؟ تو عتبہ نے بتایا کہ انہوں نے کہا: ”اے اللہ! تو اس پر اپنا کوئی کتا مسلط فرمادے“ راستے میں شراۃ کے مقام پر قافلہ نے قیام کیا، جہاں کے بارے میں مشہور تھا کہ یہاں شیر بھی پائے جاتے ہیں، ابولہب نے قافلہ والوں سے کہا کہ دیکھو میں تمہارا بزرگ بھی ہوں اور میرا تم پر حق بھی ہے، محمد نے میرے بیٹے کے حق میں بددعا کردی ہے اور مجھے خدشہ ہے کہ وہ ضرور پوری ہوگی، لہٰذا تم ایسا کرو کہ تم سارا سامان گرجا کے اندر جمع کردو اور اس کے درمیان میں میرے بیٹے عتبہ کو چھپا کر سلادو اور آس پاس تم سب اپنے بستر لگادو۔

اہل قافلہ کا بیان ہے کہ ہم نے ایسا ہی کیا لیکن رات کو اچانک شیر آگیا اور اس نے ایک ایک کو سونگھنا شروع کیا اور کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا پھر اچانک اس نے سامان کے ڈھیر پر چھلانگ لگائی اور عتبہ کو کھینچ کر ذبح کر دیا، جس سے اس کا سر پھٹ گیا اور وہ ہلاک ہوگیا، ابولہب یہ دیکھ کر پکار اٹھا کہ مجھے یقین تھا محمد کی دعا ضرور رنگ لائے گی اور یہ بچ نہیں پائے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

مولانا سعید احمد جلال پوری

ایک چراغ اور بجھا

قاری محمد صدیق رحیمیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

۲۹/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ مطابق ۴/ جون ۲۰۰۸ء منگل اور بدھ کی درمیانی شب ۳ بجے رات، شہید اسلام حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے مسترشد وخلیفہ مجاز، مجود القرآت حضرت اقدس مولانا قاری رحیم بخش قدس سرہ کے نامور شاگرد و تلمیذ، جامعہ خیر المدارس ملتان کے فاضل، مدرسہ عربیہ فرقانیہ چک ۳۳۵ ڈبلیو بی ضلع وہاڑی کے استاذ، جامع مسجد ۳۳۵ ڈبلیو بی کے امام و خطیب، ماہر استاذ اور شفیق مربی مولانا قاری محمد صدیق رحیمی رحلت فرمائے عالم آخرت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون- ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شئی عندہ باجل مسمّٰی-

مولانا قاری محمد صدیق رحیمی عموی شہرت نہ رکھتے تھے، مگر اپنے حلقہ میں ان کا نام اور کام کسی سے پوشیدہ نہیں، آپ کا آبائی وطن چک ۳۳۵ ڈبلیو، بی وہاڑی تھا۔ آپ نے ایک عام دیہاتی گھرانے کے بزرگ جناب شیر محمد صاحب کے گھر میں ۱۹۵۷ء میں آنکھ کھولی، ابتدائی تعلیم خصوصاً ناظرہ قرآن اور پرائمری تک اپنے گاؤں کے بزرگ عالم دین جناب مولانا محمد حسینؒ سے حاصل کی۔ درجہ حفظ کے لئے جناب مولانا مفتی محمد شفیعؒ کی سرپرستی میں جامعہ رحمانیہ جہانیاں کا رخ کیا، تکمیل حفظ کے بعد گردان کے لئے ملک کی معروف دینی درس گاہ جامعہ خیر المدارس ملتان کا انتخاب کیا، ایک سال تک حضرت قاری عبدالرحیم صاحب اور دو سال تک مجود القرآت حضرت قاری رحیم بخش پانی پتی قدس سرہ کی خدمت میں رہ کر گردان مکمل کی، گردان کی تکمیل کے بعد آپ درس نظامی کی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے، ابتدائی تعلیم مفتی محمد شفیعؒ جہانیاں، متوسطہ تک مفتی فقیر اللہ صاحب ماموں کانجن فیصل آباد، رابعہ خاسہ تک جامعہ امدادیہ فیصل آباد، سادسہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن اور مشکوٰۃ شریف ودورۂ حدیث جامعہ خیر المدارس ملتان سے پڑھ کر فاتحہ فراغ پڑھا۔

۱۹۸۳ء میں درس نظامی کی تکمیل کے بعد اپنے گاؤں ۳۳۵ ڈبلیو، بی وہاڑی کے مدرسہ عربیہ فرقانیہ میں حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی سرپرستی میں درجہ حفظ کی تعلیم و تدریس کا آغاز کیا، اور کچھ عرصہ بعد ہی اسی چک کی جامع مسجد کی امامت وخطابت کی ذمہ داری بھی آپ کے سپرد کردی گئی۔

درس و تدریس اور تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ آپؒ نے اصلاح باطن کی طرف توجہ کی تو حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ سے اصلاح وتربیت کا تعلق قائم کرکے باقاعدہ سلوک و احسان کی منازل طے کیں، دوسری جانب حکیم العصر قدس سرہ نے ان کی خداداد صلاحیتوں، تقویٰ، طہارت اور خلوص و اخلاص کے پیش نظر تھوڑے عرصے بعد ہی انہیں اجازت وخلافت کی خلعت سے سرفراز فرمایا۔ بلاشبہ حضرت قاری صاحبؒ چھوٹی عمر اور مختصر زندگی میں اپنے حصہ کا کام مکمل کرکے راہی عالم بالا ہوگئے۔

ان کے گاؤں اور علاقہ کے متعلقین، احباب اور تلامذہ کا کہنا ہے کہ حضرت قاری صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی خوبیوں اور صلاحیتوں سے نوازا تھا، وہ جس طرح تعلیم وتدریس میں حریص تھے، اسی طرح امت کی صلاح وفلاح کے لئے بھی ہمہ وقت فکر مند و مضطرب رہتے تھے۔

چنانچہ صبح نماز کے بعد عمومی درس قرآن دیتے، ان کے متعلقین نہایت ذوق وشوق سے درس قرآن سنتے، فراغت کے بعد اشراق ادا فرماتے اور بلاتعطل درس گاہ میں تشریف لے جاتے اور بشری حاجتوں اور تقاضوں کے علاوہ دن بھر بلکہ رات عشاء تک درس گاہ اور مسجد و مدرسہ میں رہتے، ان کی درس گاہ میں جہاں حفظ و ناظرہ کے بچے ہوتے وہاں بڑے چھوٹے ناظرہ خواں، اسکول وکالج کے طلبا بھی ان سے مستفید ہوتے۔

رمضان المبارک میں تو گویا وہ اپنے آپ کو تلاوت قرآن کے لئے وقف کردیتے، اس کے علاوہ بھی سال بھر میں ہر وقت درس وتدریس کے علاوہ خود اپنی تلاوت پر بطور خاص توجہ مرکوز رکھتے، چنانچہ سال بھر کی جہری نمازوں کی تلاوت میں ایک قرآن ختم کرتے، نوافل میں ایک قرآن ختم کرتے، تہجد میں ایک قرآن ختم کرتے، اس کے علاوہ رمضان میں ان

کے کامل الحفظ شاگردوں کا مسجد میں ایک سماں ہوتا، کوئی جوڑی کہیں کھڑی ہے تو کوئی کہیں، گویا رمضان المبارک میں ان کے ہاں قرآن کی بہار ہوتی۔

اس کے علاوہ موصوف نے اہل علاقہ کے ساتھ اس طرح اخلاق کریمانہ کا معاملہ کر رکھا تھا کہ قریب قریب پورا علاقہ ان کے اخلاق و عادات کا گرویدہ تھا۔

موصوف صحت مند تھے، چنداں کوئی مرض لاحق نہ تھا، وفات کے وقت بھی رات کو تہجد کے لئے بیدار ہوئے، گھر والوں کو سینے میں درد کی، شکایت کی ابھی علاج و معالجہ کی طرف بھاگ دوڑ جاری تھی کہ وہ دیکھتے ہی دیکھتے عالم بالا کو رخصت ہوگئے۔ بلاشبہ اس قحط الرجال میں ایسے حضرات کی موت اور رحلت اہل علاقہ کے لئے خصوصاً اور پوری امت کے لئے بہت بڑے نقصان کا باعث ہے۔

مرحوم کے سوائے ایک آدھ کے چھوٹے چھوٹے معصوم بچے ہیں، اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کی مغفرت فرمائے، ان کے پسماندگان کی کفایت و کفالت فرمائے۔

یہ سانحہ اس اعتبار سے میرے لئے غیر معمولی ہے کہ حضرت قاری صاحب میرے خواجہ تاش تھے اور بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میرے حضرت شہیدؒ کے خلفاء بہت تیزی سے اس دنیا سے اٹھتے چلے جارہے ہیں اور پیچھے ہم جیسے نالائق و نکارہ دنیا کے اس لق ودق صحرا میں یکہ وتنہا ہوتے جارہے ہیں۔

اے اللہ! حضرت قاری صاحب کی زندگی بھر کی کوتاہیوں کو معاف فرما کر ان کے ساتھ رضا و رضوان کا معاملہ فرما اور ہمیں ان کے اجر سے محروم نہ فرما، ان کے بعد ہمیں اور ان کے متعلقین کو کسی آزمائش میں مبتلا نہ فرما۔ آمین۔

☆☆......☆☆

ضرورتِ مال کی حقیقت

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں: مسلمان کو چاہئے کہ اپنے ذاتی اخراجات آمدنی کے موافق رکھے، زائد اخراجات ضرورت میں داخل نہیں ہیں، اس کا اندازہ اس طرح لگاؤ کہ گھر میں جو چیزیں موجود ہیں، ان میں یہ دیکھو کہ کتنی چیزیں کام آتی ہیں اور کتنی چیزیں کام نہیں آتیں؟ جو کام نہیں آتیں وہ ضرورت سے زائد ہیں۔

آج کل جو چیزیں آرائش وزیبائش کے طور پر ایجاد ہوئی ہیں ان کی تو ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ زیب وآرائش کی چیزوں کے استعمال میں رعونت ٹپکتی ہے، ایسی چیزوں میں سراسر خود غرضی ہے اور ان چیزوں کی وجہ سے اخراجات بڑھتے چلے جاتے ہیں اور یہ چیزیں ایسی ہیں کہ ان سے آدمی خود تو فائدہ حاصل کرسکتا ہے لیکن دوسروں کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا، لہٰذا ان چیزوں میں مفاد ہیں۔ ضرورت کی چیزیں وہ ہوتی ہیں جن کے نہ ہونے سے کام نہ چل سکتا ہو اور تکلیف ہو، ضرورت کا معیار یہ ہے کہ جتنی چیزیں سفر میں انسان ساتھ لیتا ہے بس وہ ضروری ہیں۔

جس کے پاس ضرورت کے موافق مال موجود ہو، اس کو سوال کرنا مناسب نہیں اور ضروری سامان تقریباً ہر آدمی کے پاس ہوتا ہے، لہٰذا عاقل آدمی کو معاشرہ اور عرف کا پابند نہیں ہونا چاہئے کہ وہ زیب ونمائش کی چیزوں کو خریدتا پھرے بلکہ ضرورت کے موافق مال خریدے اور استعمال میں لائے۔ اسی طرح جاہ میں یہ معمول رکھو کہ جو صورتیں جاہ میں خلاف شریعت ہیں ان سے بچنے کا اہتمام رکھو، ان تمام باتوں کو جاننے کے لئے تین کام کرنے ہوں گے: (۱) علم حاصل کرنا ہوگا، (۲) علم کے موافق عمل کرنا ہوگا، (۳) اللہ والوں کی صحبت اختیار کرنی ہوگی۔

(خلاصہ وعظ: مال وجاہ)

مولانا محمد عرفان، کراچی

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 2545573

مولانا اللہ وسایا گزشتہ سے پیوستہ جمع وترتیب:مولانا فخرالزماں

مدارِ نجات

صرف محمد عربی ﷺ کی پیروی ہے!

۱۱/مئی ۲۰۰۸ء کو دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی میں ردقادیانیت کے موضوع پر طلبا کنونشن منعقد کیا گیا جس سے حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے بھی خطاب فرمایا جسے کیسٹ سے نقل کر کے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔(ادارہ)

میرے بھائیو! دین اسلام کا ہر حکم خواہ نماز ہو یا روزہ، زکوۃ ہو یا حج، یا اللہ کی آخری کتاب قرآن کریم، ہر چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی دلیل ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد گھومتی ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کا طواف کرتے تھے، میں کہتا ہوں میری نظر سے دیکھو! مجھے بیت اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد گھومتا نظر آتا ہے، یہ تبلیغ ہو یا قرآن، یہ امت ہو یا امت کے اعمال، خدا کی قسم مجھے تو پورا دین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے گرد گھومتا نظر آتا ہے۔

اب میں آپ حضرات کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ہر کام کے کچھ تقاضے ہوتے ہیں، مثلاً آپ نماز پڑھنا چاہیں تو ضروری ہے کہ آپ کا جسم پاک ہو، کپڑے پاک ہوں، جگہ پاک ہو، نماز کا وقت ہو، قبلہ کی طرف رخ ہو، آپ کی عقل بھی ٹھکانے ہو، پھر آپ نماز پڑھ سکتے ہیں ورنہ نہیں، دوپہر کا وقت ہے ابھی مغرب کی نماز آپ شروع کردیں، نماز آپ کی نہیں ہوگی، نماز پڑھنا چاہیں، کپڑے پاک نہیں تو نماز نہیں ہوگی، نماز پڑھنے کے لئے جو تقاضے ہیں ان کو پورا کئے بغیر ہم نماز نہیں پڑھ سکتے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے بھی کچھ تقاضے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو اس کا معنی یہ ہے کہ آپ کی شریعت، آخری شریعت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو آپ کی ذات پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آسمانی کتابوں میں سے آخری آسمانی کتاب ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو آپ کا دین آخری دین ہے، حضور ﷺ آخری نبی ہیں تو یہ آپ کی امت آخری امت ہے۔

میرے بھائیو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم“..... نبیوں میں سے میں آخری نبی ہوں، اور امتوں میں سے تم آخری امت ہو..... میرے بعد نبی کوئی نہیں، تمہارے بعد امت کوئی نہیں، تو ختم نبوت کے اقرار کرنے سے ان تمام چیزوں کا ازخود اقرار لازم آتا ہے، کہ یہ اس کے تقاضے ہیں، اس لئے میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ختم نبوت کے ماننے سے ان چیزوں کا ماننا لازم آتا ہے، اس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ خدانہ کرے، اگر کوئی آدمی ختم نبوت کا انکار کرتا ہے، حضورؐ کے بعد کسی اور کو بطور نبی تسلیم کرتا ہے، تو وہ صرف ختم نبوت کا انکار نہیں کرتا بلکہ اس دین کے آخری دین ہونے کا بھی انکار کررہا ہے، اس قرآن مجید کے آخری آسمانی وحی ہونے کا بھی انکار کررہا ہے، وہ اس امت کے آخری امت ہونے کا بھی انکار کررہا ہے، اس مسئلہ سے میں صرف اتنا استدلال کررہا ہوں کہ ختم نبوت کو ماننے سے پورے دین کی سلامتی اور بقالازم آتی ہے، جبکہ ختم نبوت کا انکار کرنے سے پورے دین اسلام کا انکار لازم آتا ہے، جس کے نتیجہ میں پورے دین اسلام کی عمارت منہدم ہوجاتی ہے۔

میرے بھائیو! اب آپ اسی بات پر ایک اور زاویہ سے غور کریں۔ فرض کریں کہ چار آدمی تھے، ان چار آدمیوں نے موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا، یہ چاروں یہودی ہوگئے، موسیٰ علیہ السلام کے بعد عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی آئے، موسیٰ علیہ السلام بھی اللہ کے سچے نبی اور عیسیٰ علیہ السلام بھی اللہ کے سچے نبی، یہ جو چار آدمی موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے تھے، ان چار میں سے تین آدمی عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے جبکہ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کا انکار نہیں کیا، ان کی نبوت کا انکار نہیں کیا ان کو نبی مانتے ہیں، ایک سچے نبی کے بعد جب دوسرے سچے نبی کو مانا تو اب یہ یہودی نہ رہے بلکہ عیسائی ہوگئے، ایک سچے نبی کو ماننے کے بعد دوسرے سچے نبی کو مانتے ہی پہلے کی امت سے نکل کر خودکار طریقہ پر دوسرے نبی کی امت میں شامل ہوگئے، پہلے یہ یہودی تھے اب عیسائی بن گئے، ان تین میں سے دو آدمیوں نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول مانا، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا نبی مانا تو عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کا انکار نہیں

کیا، آپ کی نبوت کا انکار نہیں کیا، عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک اور نبی کو مانتے ہی پہلے یہ عیسائی تھے، اب خود کار طور پر عیسائیت سے نکل کر اسلام میں داخل ہوگئے، اب خدا نہ کرے کہ ان دو آدمیوں میں سے کوئی آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو بطور نبی مان لیتا ہے، چاہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار نہ کرے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب کسی اور کو نبی مانے گا تو یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا حصہ نہیں رہے گا، یہ ایک بدیہی بات ہے نامعلوم کہ لوگوں کو کیوں سمجھ میں نہیں آتی۔

میں اب آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں، موسیٰ علیہ السلام بھی اللہ کے سچے نبی، عیسیٰ علیہ السلام بھی اللہ کے سچے نبی، ایک سچے کے بعد دوسرے سچے نبی کو ماننے سے پہلے نبی کی امت سے آدمی نکل جاتا ہے تو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک جھوٹے شخص کو نبی ماننے سے وہ آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں کیسے رہے گا؟

میرے بھائیو! آپ اور میں آمنت باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ پڑھتے ہیں تمام رسولوں کو ماننا آپ کے اور میرے ایمان کا حصہ ہے، مستدرک حاکم کی روایت ہے کہ اللہ رب العزت نے اس دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام بھیجے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''اول الانبیاء آدم و آخرھم محمد ''...... سب سے پہلے نبی حضرت آدم تھے، سب سے آخری نبی میں ہوں...... آدم علیہ السلام سے لے کر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام نبیوں کو ماننا آپ کے اور میرے ایمان کا حصہ ہے، لیکن آپ نے یا میں نے کبھی اس کا اقرار کیا ہو یا نہ کیا ہو، یہ ایک علیحدہ امر ہے، ضرورت پیش نہیں آئی، کبھی اظہار نہیں کیا، مگر ہمارے تحت الشعور میں ایک بات موجود ہے، چاہے اس کا کبھی اظہار نہ کیا ہو، وہ بات یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کو بھی ہم مانتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مانتے ہیں، نوح علیہ السلام کو بھی مانتے ہیں، رحمت عالم کو بھی، سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بھی، حضور علیہ السلام کو بھی، لیکن ان کے ماننے میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے میں ایک فرق ہے، وہ فرق کیا ہے؟ جب ہم کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام اللہ کے نبی، محمد عربی اللہ کے نبی، فرق ہمارے ذہنوں میں یہ ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام اللہ کے نبی تھے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی ہیں، یہ ''تھے اور ہیں'' کا فرق ہے، میں اس کی وضاحت کئے دیتا ہوں اور دو اور دو چار کی طرح بات بالکل واضح ہوجائے گی، آدم علیہ السلام اللہ کے نبی تھے، کیا معنی؟ اب کوئی آدمی آدم علیہ السلام کی شریعت کی پیروی کرتا ہے تو اس کی نجات نہیں ہوگی، محمد عربیؐ اللہ کے نبی ہیں، اب نجات اسی کی ہوگی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مانے گا، مدار نجات محمد عربی ﷺ کی ذات ہے۔

میرے بھائیو! نوح علیہ السلام اللہ کے نبی تھے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی ہیں، کیا معنی؟ کہ ان کو ماننا ہمارے ایمان کا حصہ ہے، لیکن فقط ان کو ماننے سے اب نجات نہ ہوگی، نجات محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے پر موقوف ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص (خدا نہ کرے) کسی اور کو نبی مان لیتا ہے تو اس آدمی کا عقیدہ یہ ہوجائے گا کہ محمد عربیؐ اللہ کے نبی تھے، یہ شخص اللہ کا نبی ہے (نعوذ باللہ) کیا معنی؟ کہ حضورؐ اب مدار نجات نہیں رہے، یہ جس شخص نے حضورؐ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا ہے یہ آدمی مدار نجات ہے (نعوذ باللہ) گویا ختم نبوت کو ماننے سے ان تمام چیزوں کا تحفظ لازم آتا ہے اور ختم نبوت کے انکار سے پورے دین کا انکار لازم آتا ہے۔

بھائیو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور شخص کو بطور نبی ماننے سے جہاں قرآن ہاتھ سے جاتا ہے، وہاں دین بھی ہاتھ سے جاتا ہے، جہاں محمد عربی کا امتی ہونا ہاتھ سے جاتا ہے، وہاں خود محمد عربی کی ذات بھی ہاتھ سے جاتی ہے اور یہی بدنصیبی ہے قادیانی طبقے کی، دیکھیں! میں نے کہا تھا کہ نماز پڑھنے کے لئے جسم پاک، کپڑے پاک، جگہ پاک، نماز کا وقت، قبلہ کی طرف رخ یہ چیزیں ضروری ہیں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے تو اس کے لئے بھی چند شرائط کا ہونا ضروری ہے آخر وہ شرائط پر بھی تو پورا اترے، فرض کریں کہ ایک آدمی کہتا ہے کہ میں نبی ہوں، اگر یہ نبی ہے تو اس پر وحی بھی آنی چاہئے، یہ نبی ہے تو پھر اسے معجزہ بھی ملنا چاہئے، یہ آدمی اگر نبی ہے تو اسے معراج بھی ہونی چاہئے، یہ آدمی اگر نبی ہے تو جو اس کا انکار کرے گا وہ کافر ہوگا، یہ آدمی اگر نبی ہے تو جو اس کو نہیں مانے گا وہ جہنمی ہوگا۔

غلام احمد قادیانی کو پتا تھا کہ ان میں سے اگر ایک بات بھی میرے اندر نہیں پائی گئی تو میری نبوت کے دعویٰ کو کوئی تسلیم نہیں کرے گا، لہٰذا اس نے صرف نبوت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ میرے اوپر بھی وحی نازل ہوتی ہے، جس اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات کو، عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل کو، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم کو اتارا تھا، اسی اللہ نے میرے اوپر وحی نازل کی ہے اور جس طرح قرآن مجید خطاؤں سے پاک ہے، میری وحی بھی تمام خطاؤں سے پاک ہے، اس ملعون مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی وحی کو قرآن کریم کے ہم پلہ اور برابر قرار دیا۔

اگر مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آئی ہے تو پھر قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آخری آسمانی کتاب نہ رہی، غلام احمد قادیانی نے کہا کہ حضور کے تین ہزار معجزے تھے اور میرے معجزے تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں، حضور علیہ السلام کی طرح اپنے معجزات کا اعلان کیا، قرآن مجید کی آیت کریمہ

ہے:"سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ" قرآن مجید کی آیت کریمہ میں حضورؐ کے معراج کا واقعہ بیان کیا گیا،نقل اتارتے ہوئے مرزا نے کہا کہ: "یہ آیت میرے اوپر اتری ہے مجھے بھی معراج ہوئی تھی، میں نے بھی اللہ کو اپنی ان آنکھوں کے ساتھ دیکھا ہے۔"ایک شخص اگر نبی ہے تو پھر اس کے دیکھنے والے صحابہ ہوں گے، مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی دعویٰ کیا کہ: "جو لوگ میرے اوپر ایمان لائے، جنہوں نے مجھے دیکھا ہے یہ سارے میرے صحابہ ہیں" ہم صحابی کے لئے رضی اللہ عنہ کا کلمہ استعمال کرتے ہیں، ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ عنہ، یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو دیکھنے والوں کو قادیانی جماعت "صحابی" بھی کہتی ہے اور ان کے لئے رضی اللہ عنہ کے الفاظ بھی استعمال کرتی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو وہ نبی بھی کہتے ہیں، علیہ السلام کا لفظ بھی اس کے لئے استعمال کرتے ہیں، مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان کو قادیانی اہل بیت کہتے ہیں، اس کی بیوی کو قادیانی ام المومنین کہتے ہیں۔

بھائیو! میں نے پوری اس گفتگو میں مرزا غلام احمد قادیانی کا کوئی حوالہ آپ کے سامنے نقل نہیں کیا، صرف ان کی تصویری پیش کی، ایک عبارت عرض کرتا ہوں "تذکرہ" قادیانیوں کی کتاب ہے جس کے ٹائٹل کے اوپر لکھا ہے: وحی مقدس، مجموعہ وحی مقدس، رویا، کشف، الہامات، جو مرزا غلام احمد قادیانی پر ہوئے، ٹائٹل لکھ کر اس کا نام تذکرہ رکھا، اس میں اردو، عربی، انگریزی، پنجابی سارے غلام احمد قادیانی کے الہام اکٹھے کرکے آٹھ سو چالیس صفحات کی کتاب تیار کردی ہے، اور وہ کہتے ہیں کہ یہ مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی ہے جو اس پر نازل ہوئی تھی، علماء سے عرض کرتا ہوں کہ تذکرہ تو قرآن کریم کا نام ہے: "انھا تذکرة فمن شاء ذکرہ فی صحف مکرمة مرفوعة" یہ قرآن مجید کا نام تھا، قادیانی اگر مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی کو قرآن کرکے پیش کرتے، امت کے لڑنے کا اندیشہ تھا، لیکن یہ اتنے بدبخت لوگ ہیں جو قرآن مجید کا دوسرا نام تھا جو عموماً عام استعمال میں نہیں آتا وہی نام رکھ کر یہ تصور دیا کہ غلام احمد کی وحی بھی قرآن جیسی ہے۔

احادیث کی کتابوں میں بخاری شریف سے لے کر مشکوٰۃ تک بالخصوص صحاح ستہ میں حدثنا فلان عن فلان، اخبرنا، انبانا، سمعت یہ ہمارے ہاں روایت بیان کرنے کا انداز ہے۔ حضرت ابوحنیفہؒ نے سنا حماد سے، حماد نے سنا ابن عمر سے، ابن عمر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے، حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ فرمایا تھا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے، قادیانیوں نے بھی اسی طرح ایک کتاب تیار کی اور اس کا نام رکھا "سیرۃ المہدی" اس کا مصنف مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد قادیانی ہے، وہ ہر عبارت کو نقل کرتے ہوئے اس کے اوپر نمبر بھی ڈالتا ہے، نئے سرے سے بسم اللہ بھی لکھتا ہے اور آگے کہتا ہے، روایت کیا مجھ سے فلاں نے، بیان کیا میرے سامنے فلاں نے، سنا میں نے فلاں سے، تحریری طور پر بیان کرتے ہیں فلاں، آگے مرزا غلام احمد قادیانی کے جو دیکھنے والے تھے، ان کے نام لکھے بالکل حدیث کی طرز پر اپنی اس کتاب کو قادیانی امت کے سامنے پیش کیا۔ آپ حضرات میری ان گزارشات سے قادیانیت کے فتنے اور ان کی جھوٹی نبوت کے بارے میں کچھ نہ کچھ سمجھ گئے ہوں گے۔

ہم کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں: "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" ہمارے ایک لیڈر تھے، نام نہیں لیتا، ایک مرتبہ وہ کسی جلسے میں گئے تو دوستوں سے کہا کہ پڑھو کلمہ: اللھم صل علی سیدنا محمد اب درود شریف پڑھنا شروع کردیا، لوگوں نے کہا کہ آپ نے تو کلمہ کہا تھا، انہوں نے کہا کہ یہ جو پڑھا یہ کلمہ نہیں؟ ان کے علم کا اندازہ اس سے کرسکتے ہیں کہ اسے درود شریف اور کلمہ میں بھی تمیز نہیں تھی، ہمیں لیڈر ایسے ملے ہیں۔ ابھی ہم نے کلمہ پڑھا، قادیانی جماعت کا عقیدہ ہے کہ ساری دنیا کے مسلمان ایک ارب چالیس کروڑ مسلمان جو اس وقت دنیا میں رہتے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں، ان کی نجات نہیں ہوگی، سارے مسلمان کافر ہیں، اب مسلمان وہ ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کو مانے۔ یہ قادیانی جماعت کا بنیادی عقیدہ اور نظریہ ہے۔ پوری دنیا کے مسلمانوں کو ایک قادیانی بھی مسلمان نہیں سمجھتا، نہ ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں، نہ جنازہ میں شرکت کرتے ہیں، قادیانی نہ کسی مسلمان کے ساتھ رشتہ کرتے ہیں، قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ ساری دنیا کی نجات اب مرزا غلام احمد قادیانی کی اطاعت میں ہے، مسلمان وہ ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کو مانے گا، نجات اس کی ہوگی جو مرزا غلام احمد کو مانے گا گویا اب کلمہ پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں، مدار نجات اب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں رہے، مدار نجات اب مرزا غلام احمد قادیانی کی ذات ہے۔ نعوذ باللہ!

اللہ کی کروڑوں رحمتیں ہوں مولانا سید انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ پر، انہوں نے اپنے آرام کو ترک کرکے سوز قلب وجگر سے قادیانیت کو سمجھا اور پھر پکار اٹھے کہ غلام احمد قادیانی کا کفر ابلیس اور فرعون کے کفر سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ قادیانیت کو ماننے سے پورے دین اسلام کی تباہی لازم آتی ہے، نبی غلام احمد، رسول غلام احمد، مدار نجات محمد عربیؐ نہیں، غلام احمد۔ نتیجہ یہ کہ مرزا غلام احمد کا صحابی جو غلام احمد کو دیکھے، ام المومنین مرزا غلام احمد کی بیوی "تذکرے"

میں (جو مرزے کی وحی ہے) مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد کی شادی ہوئی نصرت جہاں بیگم کے ساتھ، پہلی رات مرزا نے نصرت جہاں کے ساتھ گزاری شب زفاف، سویرے کھڑے ہوکر کہتا ہے کہ: اللہ نے مجھے کہا:

"اشکر نعمتی رأیت خدیجتی."

ترجمہ: "مرزا تجھے مبارک ہو، تیرے گھر میں نصرت جہاں کیا آئی ہے مجھ لو کہ خدیجۃ الکبریٰ تیرے گھر آ گئی ہے۔"

میرے واجب الاحترام دوستو! اگر میں قسم اٹھاؤں تو اس پر حانث نہیں ہوں گا کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کے زمانے سے لے کر اس وقت تک ایک سیکنڈ کے لئے بھی امت مسلمہ کبھی ختم نبوت کی حساسیت سے بے خبر نہیں رہی۔ چودہ سو سال سے امت مسلمہ کے تمام مکاتب فکر کے اکابر علماء کرام چیخ چیخ کر، گلے پھاڑ پھاڑ کر، اپنی ساری صلاحیتوں کو تج کرکے ختم نبوت کے مسئلہ کی اہمیت سمجھا رہے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ ختم نبوت کے ماننے سے پورے دین اسلام کا ماننا لازم آتا ہے، اور اس مسئلے سے دستبردار ہونے سے پورے دین اسلام کی تباہی اور بربادی لازم آتی ہے۔

میرے بھائیو! قادیانیت کسی مذہب اور عقیدے کا نام نہیں، قادیانیت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کا نام ہے، آپ حضرات نے چلتے پھرتے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کی کوئی تصویر دیکھنی ہو تو ہر قادیانی کا وجود محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کی چلتی پھرتی تصویر ہے۔ اب میرے پاس صور اسرافیل تو ہے نہیں کہ میں وہ پھونک کر آپ حضرات کے قلب وجگر میں اس مسئلہ کو اتار سکوں، ہر قادیانی خواہ کہیں کا رہنے والا، کسی عہدے پر فائز ہو، پریذیڈنٹ ہو یا پی ایم ہو، وہ تاجر ہے یا ریڑھی والا، پائلٹ ہے یا تانگہ چلانے والا، ہر قادیانی وہ امریکا میں رہتا ہے یا پاکستان میں، وہ سندھ کا رہنے والا ہے یا پنجاب کا، ہر قادیانی مرد، عورت، چھوٹا، بڑا، طالب علم ان کا ملازم پیشہ، ہر قادیانی صبح، شام اپنے جھوٹے نبی کی جھوٹی دعوت دینے میں لگا ہوا ہے، مگر امت مسلمہ میں سے کتنے دوست ہیں جو اس فکر میں رہتے ہیں؟ قادیانی اپنے جھوٹے نبی کی جھوٹی تبلیغ کے لئے کوشش کرتے ہیں تو سچے نبی کے سچے امتی ہونے کے ناطے ہمیں حق اور سچ کی خاطر اس کام کو کرنا چاہئے، کتنے دوست ہیں؟ آپ حضرات شہر کے مختلف حلقوں سے آئے ہیں اگر میں پوچھوں کہ کورنگی کے کتنے دوست ہیں جو قسم اٹھا کر بتائیں کہ کورنگی کی جس مسجد میں ہم نماز پڑھتے ہیں، سال بھر میں اتنے جمعے ختم نبوت کے عنوان پر ہوتے ہیں تو شاید ایک کی بھی مثال نہ پیش کرسکو، میں نے صرف کورنگی کا نام لے لیا سارے شہر کی مساجد کا یہی حال ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ وہ اس مسئلہ کی حساسیت سے واقف نہیں، نہ اس سے کسی کی تحقیر مقصود ہے بلکہ میں تو یہ عرض کرتا ہوں کہ ہم نے آئین میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے بعد سوچ لیا کہ ہم اس کام سے فارغ ہوگئے، لیکن دشمن اندر ہی اندر اپنے کام میں مصروف ہے، چوہے کی طرح وہ ہماری جڑوں کو کھوکھلا کررہا ہے، مجھے اب تو نوجوان نسل کا درخت خشک ہوتا نظر آرہا ہے، ان کی بہاریں ماند پڑتی نظر آرہی ہیں، خدا کی قسم! آپ حضرات اندازہ نہیں کرسکتے کہ اس وقت ہماری ذہنی کیفیت کیا ہوتی ہے کہ جب کوئی یہ اطلاع آتی ہے کہ فلاں جگہ فلاں شخص قادیانی ہوگیا۔ ہماری نوجوان نسل کو ہر قادیانی عشق کے نام پر، شادی کے نام پر، ویزے کے نام پر، دوستی کے نام پر، ملازمت کے نام پر، تعلقات کے نام پر گمراہ کررہا ہے حتیٰ کہ ان کے مرد تو مرد، ان کی عورتیں، ان کی جوان بچیاں، سب ہی دیوانوں کی طرح لگے ہوئے ہیں مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی منوانے کے لئے، مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی منوانے کا معنی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن نبوت سے دستبردار ہونے کے مترادف ہے، وہ اسی کام پر لگے ہوئے ہیں، اگر ہم اس طرف متوجہ نہ ہوں تو خود سوچ لیں کہ کل قیامت کے دن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے؟ آپ دوست جتنے آئے ہیں، کوئی دنیاوی لالچ لے کر یا کسی دنیاوی مفاد کے لئے تو نہیں آئے۔ آپ حضرات خالصتاً ختم نبوت کے مسئلہ کی خاطر یہاں پر جمع ہوئے ہیں، خدا کی قسم! آپ حضرات کی میری نظروں میں بڑی وقعت ہے، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمانوں کی وقعت ہونی ہی چاہئے۔

بھائیو! جب یہاں سے جاؤ تو اس جذبے کے ساتھ جاؤ کہ کوئی کوچہ و بازار، کوئی گلی، محلہ، شہر کا کوئی حصہ، مارکیٹ اور دکان، دوستوں کا حلقہ، اسکول وکالج، مدرسہ اور مسجد، جس جس ماحول میں ختم نبوت کی بات کرسکتے ہیں کریں، مساجد کے خطباء کو متوجہ کیا جاسکتا ہے ان سے استدعا کریں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی ہے، خود اس کی صدا لگائیں، اور نظر رکھیں کہ کہیں پر کوئی قادیانی کسی مسلمان کے ایمان پر ڈاکا تو نہیں ڈال رہا؟ اگر آپ حضرات بیدار ہوجائیں تو چند دنوں میں پورے کراچی کا ماحول بدلا جاسکتا ہے۔ ہم اگر اس کام سے غافل ہوگئے، محروم ہوگئے، اپنے گناہوں کی بنیاد پر تو اللہ تعالیٰ پردۂ غیب سے دوسرے رجال لائے گا جو ہم سے بڑھ کر اس کام کو کریں گے، اللہ تعالیٰ کبھی بھی لاوارث نہیں چھوڑے گا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو، لیکن اس سے بڑھ کر آپ کی اور میری کیا سعادت ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت کے لئے بطور آلہ کے ہمیں قبول فرمالے۔ بس اسی کام کی خاطر ان حضرات نے آپ حضرات کو جوڑا ہے، اللہ رب العزت اس کو قبول فرمائے۔ آمین۔

☆☆.........☆☆

23 ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم

تفصیلی رپورٹ

حضور اکرم ﷺ کی محبت ہمارے ایمان کا جزو ہے: ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

خاتم الانبیاء ﷺ کی عزت وناموس کے تحفظ کیلئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے

قادیانی فرقہ اسلام کے خلاف ایک سازش ہے، مسلمان اس سے ہوشیار رہیں:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ۲۳ ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس سے علماء کرام کا اظہار خیال

رپورٹ: محمد وسیم غزالی

برمنگھم (برطانیہ) حضور اکرم ﷺ سے محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے، آپ کی عقیدت ومحبت ہر مسلمان کے دل میں ہے، مسلمانوں کا یہ عظیم ومضبوط رشتہ کوئی ختم نہیں کرسکتا، مسلمان سب کچھ برداشت کرسکتا ہے مگر نبی پاک کی شان میں کوئی گستاخی برداشت نہیں کرسکتا۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا، انہوں نے کہا کہ تمام مسلمان اپنے اس رشتہ کو مضبوط کریں، خصوصاً اپنی نئی نسل اور اپنی اولاد کو حضور ﷺ کی سیرت سے آگاہ کریں اور ان کے دل میں آپ کی محبت وعقیدت پیدا کریں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا سعید احمد جلال پوری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضور اکرم ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں، آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، آپ کی امت آخری امت ہے، آپؐ پر جو کتاب (قرآن کریم) نازل ہوئی وہ آخری کتاب ہے، اس عقیدہ کو عقیدہ ختم نبوت کہا جاتا ہے، اس کا تحفظ ہر مسلمان کا فریضہ ہے، جو لوگ حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت پر ڈاکا ڈالنے کی ناپاک جسارت کرتے ہیں اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ان کا تعاقب کیا جائے اور ان کے مکروفریب سے ہر مسلمان کو آگاہ کیا جائے، مسلمان قادیانیوں کی سازشوں سے باخبر رہیں اور ان کے بہکاوے میں نہ آئیں اور ان کو اپنی صفوں میں گھسنے نہ دیں۔ مہمان خصوصی شیخ الحدیث دارالعلوم معین الاسلام ہاٹ ہزاری وامیر ختم نبوت بنگلہ دیش حضرت مولانا شیخ احمد شفیع نے کہا کہ قادیانی جماعت کا وجود ہی سراپا سازش ہے اور سازش کا نشانہ صرف پاکستان نہیں بلکہ پورا عالم اسلام ہے، خصوصاً مشرق وسطی اور ایشیا ان کی سازشوں کا مرکز ہے، قادیانیوں کو ہر اس تحریک اور قوت سے دلی لگاؤ ہے جو عالم اسلام کی تخریب کے مقاصد میں ان کی معاون ثابت ہوسکے، خواہ وہ یہودیوں کی صیہونی تحریک ہو یا دہریت پسندوں کی وشلسٹ تحریک۔

مفتی سہیل احمد نے کہا کہ ہم تمام انتہا پسند لوگوں خصوصاً قادیانیوں کو دعوت فکر دیتے ہیں کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعووں پر غور کریں تو ان کے سامنے سچ اور جھوٹ واضح ہوجائے گا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اتنے مختلف اور متضاد دعوے کئے ہیں کہ کوئی بھی صحیح الفطرت اور عقل سلیم رکھنے والا ان کو پڑھ کر یہ اندازہ کرسکتا ہے کہ یہ مختلف دعوے کرنے والا کوئی مجنون اور مخبوط الحواس ہی ہوسکتا ہے، ایک طرف مرزا کہتا ہے کہ میں نبوت کا دعوی کرکے کیوں کافروں میں شامل ہوں اور پھر خود ہی نبوت کا دعوی بھی کرتا ہے، ایک طویل عرصہ تک مرزا یہ کہتا اور لکھتا رہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور آخری زمانہ میں تشریف لائیں گے اور پھر خود ہی اپنے آپ کو مسیح موعود کہنا شروع کردیتا ہے، مرزا غلام احمد قادیانی نے جتنی پیشگوئیاں کیں، ان میں سے کوئی بھی سچی ثابت نہ ہوئی، ایسا جھوٹا شخص کیونکر نبی ہوسکتا ہے؟

جامعہ اشرفیہ کے ناظم اعلی مولانا فضل الرحیم نے کہا کہ اسلام ایک کامل اور مکمل دین ہے، اس کی اپنی تعلیمات ہیں، اس کے بنیادی عقیدے ہیں جن پر ہر مسلمان کے لئے ایمان لانا ضروری ہے، اگر کوئی ان عقائد میں سے کسی کا منکر ہو وہ مومن نہیں ہوسکتا، قادیانی عقیدہ ختم نبوت کے منکر ہیں، اس لئے ان کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔

مفتی خالد محمود نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کے ان بنیادی عقائد میں سے ہے، جن پر ایمان لانا ضروری ہے، اس عقیدہ کا انکار درحقیقت قرآن وحدیث کا انکار ہے، کیونکہ یہ عقیدہ

قرآن کریم کی ایک سو آیات اور دوسو احادیث سے ثابت ہے، سب سے پہلا اجماع اس پر قائم ہوا اور روز اول سے آج تک مسلمان اس عقیدہ کی حفاظت کرتے آئے ہیں اور جس کسی نے بھی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا امت نے اس کا تعاقب کیا اور اس فتنہ کو ختم کر کے دم لیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مفتی محمود الحسن نے کہا کہ قادیانیوں نے ہمیشہ دجل وفریب سے کام لیا اور انہوں نے مسلمانوں کے نام سے مسلمانوں کو دھوکا دینے کی کوشش کی ہے وہ زہر کو مٹھائی کے نام سے پیش کرتے ہیں، تمام مرزائی اور قادیانی مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہیں اور اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیحدہ سمجھتے ہیں، لیکن اپنے مذموم مقاصد کو پورا کرنے کے لئے ضرورت پڑنے پر نبوت سے انکار کر دیتے ہیں کہ ہم مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے اور اس کے لئے مختلف تعبیرات اختیار کر کے مسلمانوں کو الجھاتے ہیں۔

جمعیت علماء برطانیہ کے جنرل سیکریٹری قاری اسماعیل رشیدی نے کہا کہ اسلام ایک امن پسند مذہب ہے جس کے اپنے مقررہ عقائد اور مسلّمہ تعلیمات ہیں جن کو مان کر ہی انسان اسلام میں داخل ہوسکتا ہے، قادیانی چونکہ ان عقائد کو نہیں مانتے اس لئے ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، ہم حکومت برطانیہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ قادیانیوں کو مسلمانوں میں شمار نہ کریں اور نہ ہی ان کو مسلمانوں کی نمائندگی کا کوئی حق ہے، اس سلسلہ میں حکومت برطانیہ مسلمانوں کے جذبات کا احترام کرے اور بحیثیت مسلمان ان کی سرپرستی نہ کرے جبکہ قادیانی صرف مسلمانوں کے نبی کے ہی مخالف نہیں بلکہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء کی بھی توہین کرتے ہیں۔

مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی نے کہا کہ ہمیں اس پر فخر ہے کہ ہم حضور ﷺ کے امتی ہیں اور حضور ﷺ سے نسبت ہی ہمارا سرمایہ ہے اور ہم کسی کو اجازت نہیں دیں گے کہ وہ ڈاکا ڈال کر ہمارے اس سرمائے اور اثاثہ کو ہم سے چھیننے کی کوشش کرے، انہوں نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ حضور ﷺ کی محبت کے سرمایہ کو اپنے سینہ سے لگائے رکھیں اور اس کی حفاظت کریں۔

حافظ اقبال رنگونی نے کہا کہ قادیانی مسلمانوں سے علیحدہ ایک سازشی ٹولہ ہے جو مسلمانوں کی صفوں میں گھس کر اپنے ناپاک عزائم پورے کرنے کی ناپاک جسارت کرتا ہے، ان سے ہر مسلمان کو خبردار رہنا چاہئے اور ان کا سوشل بائیکاٹ کرنا چاہئے، ان سے میل جول رکھنا اور دوستی لگانا حضور ﷺ سے بے وفائی ہے۔

> **قادیانی مسلمانوں سے علیحدہ ایک سازشی ٹولہ ہے جو مسلمانوں کی صفوں میں گھس کر اپنے ناپاک عزائم پورے کرنے کی ناپاک جسارت کرتا ہے، ان سے ہر مسلمان کو خبردار رہنا چاہئے اور ان کا سوشل بائیکاٹ کرنا چاہئے، ان سے میل جول رکھنا اور دوستی لگانا حضور ﷺ سے بے وفائی ہے۔**

کانفرنس کی پہلی نشست جو صبح دس بجے سے ایک بجے تک جاری رہی، اس نشست سے صاحبزادہ رشید احمد، صاحبزادہ سعید احمد، مولانا عبدالرشید ربانی، مولانا شمس الحق مشتاق، قاری فیض اللہ چترالی اور قاری محمد ایوب نے بھی خطاب کیا، جبکہ قاری قمر الزمان اور قاری عبدالملک نے تلاوت کلام پاک سے اس نشست کا آغاز کیا اور نعت خواں قاری شاہد نے بحضور سرور کائنات ﷺ نعت پیش کی۔

دوسری نشست

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ نے کانفرنس کے موقع پر اپنے پیغام میں کہا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت ایک ایسا بنیادی عقیدہ ہے جس نے پوری امت مسلمہ کو ایک لڑی میں پرو دیا ہے، یہ عقیدہ تمام مکاتب فکر کے لئے ایک وحدت اور اکائی کی حیثیت رکھتا ہے جس نے دنیا کے تمام مسلمانوں کو ایک نکتہ پر جمع کر دیا ہے، انہوں نے اپنے پیغام میں کہا کہ پوری امت مسلمہ خصوصاً علماء پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اسلام دشمن عقائد کا پردہ چاک کریں اور صحیح عقائد سے مسلمانوں کو آگاہ کریں۔

جمعیت علماء ہند کے امیر حضرت مولانا سید ارشد مدنی نے اپنے پیغام میں کہا کہ علماء دیوبند نے ہر موقع پر فتنوں کا مقابلہ کیا ہے انہی علماء کی کوششوں سے قادیانیت کا فتنہ زوال کی طرف بڑھ رہا ہے اور انہی علماء کی کوششوں سے پاکستان کی پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کے تابوت میں ایسی کیل ٹھونکی ہے جس سے قادیانیت تلملا اٹھی اور اس نے پاکستان چھوڑ کر دوسرے ممالک کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت پر پورے دین کی عمارت قائم ہے، اس لئے اس پر ایمان لانا ضروری ہے، انہوں نے کہا کہ نبی اپنے قول وعمل میں سچا ہوتا ہے، لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابیں اس کے جھوٹے دعوؤں سے بھری پڑی ہیں، اس نے جتنی پیشگوئیاں کی ہیں وہ سب کی سب جھوٹی ثابت ہوئیں، ہم ختم نبوت کے پروانے، سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے رضا کار آج بھی قادیانیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو سچا ثابت

کریں ہم انہیں جھوٹا ثابت کریں گے، انہوں نے اپنے بیان میں حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو مرے ہوئے سو سال ہو گئے، آج قادیانی ان کے مرنے پر جشن منا رہے ہیں کیا کوئی اپنے نبی کے مرنے پر جشن منایا کرتا ہے؟ انہوں نے تمام لوگوں کو دعوت فکر دیتے ہوئے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا انجام کیا ہوا؟ اس کا اندازہ اس سے لگایئے کہ ہم تمام مسلمان آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے والے یہ دعا کرتے ہیں کہ: اے اللہ! ہمیں ہمارے آقا جیسی موت عطا فرما۔ قادیانیو! تم بھی اپنے لئے دعا کرو کہ تمہیں اللہ تعالیٰ تمہارے نبی جیسی موت دے، لیکن مرزا کی موت اتنی بھیانک ہے کہ قادیانی کبھی یہ دعا نہیں کریں گے، جس نبی کے ماننے والے اپنے نبی جیسی موت کی دعا نہ کر سکیں ان کے باطل ہونے میں کیا شبہ رہ جاتا ہے؟

عظیم مذہبی اسکالر علامہ ڈاکٹر خالد محمود نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ تیس کذاب اور دجال پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا، کذاب کہتے ہیں جو بہت جھوٹ بولتا ہو اور دجال کہتے ہیں جو دجل وفریب سے کام لیتا ہو یعنی حق اور باطل کو، سچ اور جھوٹ کو خلط ملط کر دیتا ہو، خالص سچ اور خالص جھوٹ کو، خالص باطل اور خالص حق کو پہنچانا آسان ہے اور جو خلط ملط کرتا ہو، اس سے بچنا اور اس میں تمیز کرنا مشکل ہے، قادیانی کذب اور جھوٹ سے بھی کام لیتے ہیں اور دجل وفریب سے بھی، اس لئے ان کے مکروفریب سے بچنا مشکل ہے، اس لئے ضروری ہے کہ علماء پر اعتماد کیا جائے اور ان کا دامن نہ چھوڑا جائے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بنگلہ دیش کے جنرل سیکریٹری مولانا نورالاسلام نے کہا کہ قادیانی مسلمانوں سے ایک علیحدہ جماعت ہے، یہ جماعت مسلمانوں کا تعلق ورشتہ اپنے نبی سے کاٹنا چاہتی ہے لیکن وہ اپنی اس ناپاک کوشش میں کبھی کامیاب نہیں ہوگی، انہوں نے کہا کہ میں اس اجتماع کے توسط سے بنگلہ دیش کی حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ پاکستان حکومت کی طرح قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے۔

بریڈفورڈ کے خطیب مفتی محمد ابراہیم نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کے کمالات جمع کر دیئے تھے، اس لئے آپ کی بعثت پر دین مکمل ہو چکا ہے اب نہ کسی نبی کی ضرورت ہے نہ کسی نئے دین وشریعت کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یورپ و برطانیہ کے امیر حافظ محمد تکین نے کہا کہ قادیانی مسلمانوں کے نام سے مسلمانوں میں داخل ہو جاتے ہیں، اور چاپلوسی سے مسلم کمیونٹی اور مساجد کمیٹی میں اپنا اثر ورسوخ بڑھاتے ہیں، اس کے لئے مال بھی خرچ کرتے ہیں اور جب اپنے پاؤں جما لیتے ہیں تو وہ اپنی سازشیں اور مسلمانوں کو گمراہ کرنا شروع کر دیتے ہیں، اس لئے ان سے بچنا اور ان کے مکروفریب سے آگاہ ہونا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما صاحبزادہ مولانا عزیز احمد نے کہا کہ قادیانی فتنہ کا تعاقب اور ہر میدان میں اس کا مقابلہ کرنے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قائم ہے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہر جگہ، ہر دور میں اس فتنہ کا تعاقب کرتی آئی ہے اور وہ کبھی اس فریضہ سے غافل نہیں رہی، انہوں نے کانفرنس کے اغراض ومقاصد بیان کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی فتنہ نے ہندوستان میں جنم لیا اور پاکستان میں پروان چڑھی اس لئے اس فتنہ کی سنگینی کا جتنا ہمیں اندازہ ہے یہاں کے لوگ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے، اس لئے ہم ہر سال آپ کے پاس آ کر اس فتنہ سے آگاہ کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک چوکیدار کا کردار ادا کرتی ہے اور تمام مسلمانوں کو بروقت آگاہ و باخبر رکھنے کی کوشش کرتی ہے۔

لندن سے آئے ہوئے مولانا ممتاز نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج پوری دنیا میں باطل نے مسلمانوں کے خلاف محاذ آرائی شروع کی ہوئی ہے، کبھی وہ حضور اکرم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخ خاکے شائع کرتے ہیں اور کبھی قرآن کریم کی توہین کرتے ہیں، یہ مسلمانوں کے خلاف سازش ہے اور وہ ان کے جذبات بھڑکا کر ان کو مشتعل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ مسلمان امن پسند ہے، اسلام امن وسلامتی کا مذہب ہے اور مسلمان اس ملک میں بھی یہاں کے قوانین کی پاسداری کرتے ہیں۔

کانفرنس سے مولانا اشرف علی، مفتی محمد اسلم، مولانا عبدالرشید ربانی، صاحبزادہ رشید احمد، صاحبزادہ سعید احمد، قاری فیض اللہ چترالی، قاری محمد ایوب اور دیگر علماء کرام نے خطاب کیا جبکہ قاری عبدالملک، قاری قمرالزمان نے تلاوت کلام پاک سے کانفرنس کا آغاز کیا۔ شاعر اسلام سید سلمان گیلانی، بھائی محمد شاہد اور بلال طاہر نے بحضور سرور کائنات ہدیہ عقیدت پیش کیا۔ کانفرنس میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی۔ برمنگھم کے علاوہ متعدد شہروں سے قافلوں کی شکل میں صبح دس بجے سے ۱۲ بجے تک شرکاء کی آمد کا سلسلہ جاری رہا اور ظہر تک سینٹرل جامع مسجد کا وسیع ہال بھر چکا تھا۔ کانفرنس کا آغاز صبح دس بجے ہوا اور شام ساڑھے چھ بجے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ کانفرنس کی دو نشستیں ہوئیں پہلی نشست کی صدارت بزرگ عالم دین مولانا محمد ایوب نے کی اور دوسری نشست کی صدارت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نے کی۔ ☆☆

بزم اطفال

جاگیر دار

ابو محمد رکن الدین ہیرس

مسعود احمد میرا کلاس فیلو تھا، جاگیر دار باپ کا اکلوتا بیٹا ہونے کی وجہ سے عیاش مگر نرم دل کا مالک تھا، ہم جب کراچی سے جھنگ منتقل ہوئے تو مجھے بھی یہاں کے ایک اچھے کالج میں داخل کروایا گیا، پہلے دن ہی میں مسعود کے ساتھ بیٹھا، پھر ہماری دوستی گہری ہوتی چلی گئی۔ ہم بے تکلف ایک دوسرے کے گھر آنے جانے لگے، ایک بات مجھے بہت بری اور عجیب لگتی تھی کہ مسعود ہر وقت پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف باتیں کرتا تھا کہ پاکستانی دھوکے باز ہیں، یہ ملاوٹ کرتے ہیں، پاکستان میں امن نہیں، یہ باتیں مجھے بہت بری لگتی تھیں، چنانچہ ہمارے درمیان بہت بحث ہوتی۔

تعلیم مکمل کرنے کے بعد مسعود ہی کی کوشش سے میں ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں بھرتی ہوگیا، یہ دن میری زندگی کا بہت اہم دن تھا، مسعود مجھ سے مذہب کے بارے میں بھی بحث کرتا تھا مگر میں اس سے نابلد تھا، وہ مجھے اپنے بڑوں کے پاس لے کر جاتا جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے بارے میں عجیب باتیں کی جاتیں جو میری سمجھ میں نہ آتیں، ہم دونوں ترقی کی منزلیں طے کرتے ہوئے اب جوانی کی حدود کو پھلانگ رہے تھے کہ ایکدن مسعود کے ماں باپ اور بھائی ہمارے گھر آئے، اس طرح آنا جانا رہا اور میں مسعود کی بہن کے ساتھ منسوب ہوگیا، ہمارے لئے یہ ایک انوکھی بات تھی، کہاں ہم دس مرلے کے چھوٹے سے مکان میں رہنے والے اور کہاں وہ جاگیر دار، شادی سے تین دن پہلے مسعود اپنی گاڑی پر آیا اور مجھے دریائے چناب کے قریب ایک محل نما جگہ میں لے گیا، یہاں ہر طرف عجیب وغریب لوگوں کی تصاویر لگی ہوئی تھیں، وہ سکھ معلوم ہوتے تھے، عجیب نحوست بھرا ماحول تھا، میرا دم گھٹنے لگا، کچھ دیر بعد مسعود دیوار پر لگی ایک تصویر کی طرف اشارہ کر کے بولا:

''وہ دیکھو! میں نے دیکھا، ایک قیمتی شیروانی میں ملبوس شخص کی تصویر تھی، سر پر سکھوں والی پگڑی ایک آنکھ سے کچھ بھینگا، میں اسے سکھ بھینگا سمجھا، میں نے دوبارہ مسعود کی طرف دیکھا، وہ بولا: عبداللہ دیکھو ہم اتنا عرصہ ساتھ رہے ہیں، میرا اور یہ تم سے کیسا رہا ہے، تم نے مجھے اور میرے گھر والوں کو بھی دیکھا ہے اور عنقریب تم ہمارے داماد بننے والے ہو۔''

میں نے دروازے کی طرف دیکھا، یہ دوسری آواز مسعود کے باپ کی تھی جو پینٹ کوٹ میں ملبوس آدمیوں کے ساتھ اندر داخل ہو رہا تھا، اب مسعود کا باپ بولا:

''بیٹا! اس کے ساتھ ساتھ میں اپنا گھر، پانچ مربع زمین اور تمہاری پسند کی کوئی بھی گاڑی، ان سب کے کاغذات ساتھ لایا ہوں، اب تمہیں صرف یہ قبول کرنا ہے کہ یہ دیوار پر لگی تصویر والا شخص جس کا نام مرزا غلام احمد قادیانی ہے، اللہ کا آخری رسول ہے۔''

یکا یک میری آنکھوں میں خون دوڑ گیا، میں گناہگار ضرور تھا، نماز بھی نہیں پڑھتا تھا، سگریٹ نوشی اور جوئے کا شوقین تھا مگر مسلمان تھا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام تھا، میں نے ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر مارا اور اٹھ کھڑا ہوا، یکا یک میری نظروں کے سامنے بہت سے مناظر گھومنے لگے۔ قادیانیوں کا دھوکا اور مشرقی پنجاب کے ڈیڑھ لاکھ مسلمانوں کا قتل عام، لیاقت علی خان کا قتل، ایٹمی پروگرام کا غدار ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی، مشرقی پاکستان کا ٹوٹنا اور جامعہ حفصہ اور لال مسجد میں لگی آگ، بہنوں کی پکار، خون میں لت پت سات سالہ عائشہ، سینے پر گولی کھانے والی حسنہ ''فزت برب الکعبہ'' کا نعرہ لگا کر جان دینے والی آمنہ، دو ہزار طلبہ و طالبات کا قتل اور اس سارے عمل کے پیچھے سی ڈی اے کے قادیانی افسران...

میں پاؤں پٹختا باہر آ گیا، کسی گستاخ رسول میں ہمت نہ ہوئی کہ مجھے روک سکے مگر حیرت اس بات کی تھی کہ مسعود احمد بھی میرے ساتھ باہر نکلا۔

آج مسعود میرا بہنوئی ہے، اس کا کہنا ہے کہ اسلام کے جرأت مند نوجوانوں کا ہر چیز کو ٹھکرا کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے رسم وفا نبھانا اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام ہی سچا دین ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اب مسعود پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف باتیں نہیں کرتا، اب تو وہ بھی مسلمان ہے جب کہ مجھے شاعر مشرق علامہ اقبال کی سوز میں ڈوبی آواز سنائی دے رہی ہے کہ: ''مرزائی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں۔''

☆☆.........☆☆

پروفیسر محمد رفیق ازفر

سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

زہے شاہِ خوباں نفیس الحسینی
بلے گنجِ شاہاں نفیس الحسینی

زبس می گدازد دل و جانِ خود را
پئے جانِ جاناں نفیس الحسینی

چہ خوش می سراند نبیؐ را درودے
نفیسِ سخن داں نفیس الحسینی

ہنرور کہ می برد گوئے زمیداں
زامثال و اقراں نفیس الحسینی

سیادت، ثقاہت، فراست، ولایت
بصد رنگ عنواں نفیس الحسینی

در آثارِ ایشاں بکن یک نگاہے
نقوشِ فراواں نفیس الحسینی

بہ بہ حبذا پیکر خوش خرامے
تذرو بہاراں نفیس الحسینی

بہ طیران ہمت ہمی طی کردہ
معارج بہ احساں نفیس الحسینی

کجا یابم آں معدن حسن و خوبی
مرا جانِ ایماں نفیس الحسینی

سلوک و تصوف فنون دا آرا
گہرہا بداماں نفیس الحسینی

چہ گویم من از محفل شام گاہاں
نسیم گل افشاں نفیس الحسینی

دل سالکاں را ہمی سیر کردہ
بہ نوشینِ عرفاں نفیس الحسینی

بکارِ کمالے عزیزِ جہاں شد
نگارِ نگاراں نفیس الحسینی

ہمی رفت ازفر خستہ جاں را
گزارد بہ حرماں نفیس الحسینی

تاریخ وصال: حضرتؒ ۲۶/محرم الحرام ۱۴۲۹ھ مطابق ۵/فروری ۲۰۰۸ء

REGD. NO. SS-160

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

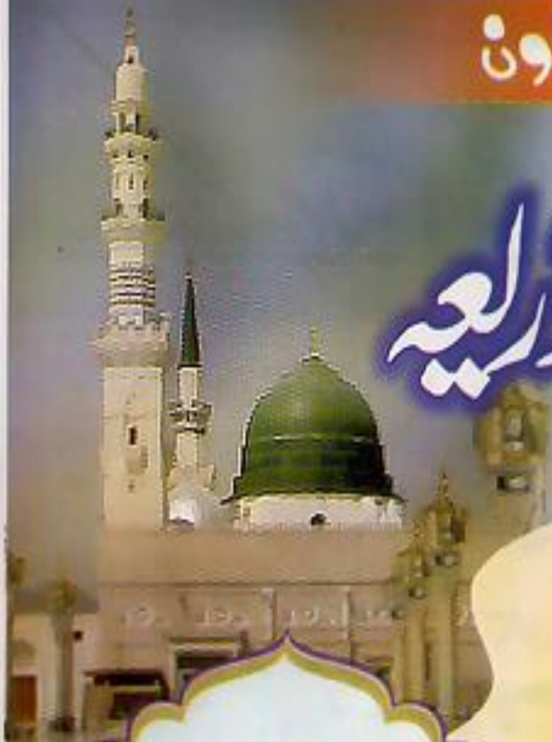

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کراچی اور ماہنامہ لولاک ملتان کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

تمام صدقات جاریہ
میں شرکت کے لئے
زکوٰۃ، صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجیے

نوٹ مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دینے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تا کہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 22 4583486-45141 فیکس: 4542277
اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون: 2780337 فیکس: 2780340
اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

اپیل کنندگان

مولانا خواجہ خان محمد
امیر مرکزیہ

مولانا عزیز الرحمٰن
ناظم اعلیٰ